A-PDF Watermark DEMO: Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ وممارزقنٰھم ینفقون.“

ترجمہ: وہ لوگ جو غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں، نمازیں قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ متقین کی صفات بیان فرمارہے ہیں۔ پہلی صف یہ ہے کہ وہ غیب کی باتیں پر ایمان لاتے ہیں غیب کی باتوں سے مراد وہ باتیں جن کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ مثلاً جنت، دوزخ، قبر کا عذاب اور راحت، حشر، پل صراط وغیرہ اسی طرح نبی کی رسالت پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب کہلاتا ہے کیونکہ نبی کا جسم نظر آتا ہے لیکن نبوت اور رسالت پوشیدہ چیزیں ہیں ان کو دیکھا نہیں جاسکتا۔

دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نمازیں قائم کرتے ہیں یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں اور سنن ومستحبات کا لحاظ رکھتے ہیں۔

تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ خدا کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اس میں اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی شامل ہے اور دوسروں پر بھی۔ اس وقت ہمارے مصیبت زدہ بھائی نہایت تنگدستی کا شکار ہیں۔ غربت اور افلاس آئے دن بڑھ رہی ہے لہذا صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ تاکہ ہم خدا کے ہاں بھی سرخرو ہوسکیں اور معاشرتی تنگدستی بھی ختم ہو۔ اللہ عمل کی توفیق بخشیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم

درس حدیث

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

ترجمہ: میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں اور اچھے اوصاف کو مکمل کر دوں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اخلاقی خوبیوں اور عمدہ اقدار کی تکمیل کی جو ذمہ داری نبی آخر الزماں ﷺ پر ڈالی گئی تھی اس کو آپ نے بخوبی نبھایا بلکہ پہنچایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) جہاں حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کو بیان فرماتے وہاں خود بھی ان پر عمل کامل طور پر کرنے والے تھے۔

اخلاق حسنہ یہ ہیں کہ آپ لوگوں کے بارے میں اچھا گمان رکھیں، ان کے بارے ہر وقت تشویش میں نہ رہا کریں ان کے لیے دل صاف رکھیں میل جول کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آئیں اخلاق رذیلہ سے اپنے دل و دماغ کو پاک رکھیں؛ جھوٹ، غیبت، تہمت، گالم گلوچ، موسیقی، فضول گوئی، شک، وہم اور دیگر معاشرتی برائیوں سے خود کو بچائیں۔ ورنہ اخلاق حسنہ کا حصول ناممکن بن جائے گا۔ جب کسی کو کچھ سمجھانا مقصود ہو تو لہجہ نرم اور زبان شائستہ ہو، معاملات کرتے وقت ہیر پھیر، چکر بازی، دھوکہ، فراڈ اور فریب نہ خود کریں اور نہ ہی ان کا شکار ہوں۔

گھریلو طرز زندگی میں سادگی کا عنصر غالب ہو اہل خانہ اور بچوں وغیرہ سے اچھا سلوک ہو، ہر وقت ''تو تو، میں میں'' کی چپقلش نہ ہو، دوست احباب عزیز و اقارب اور ہمسائیوں سے شیر و شکر ہو کر رہنا چاہیے معاشرے میں اس بات کا بھی خیال کیا کریں کہ باہمی برتاؤ کی اشیاء میں بخل اور کنجوسی سے کام لینا، اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کہلاتا۔ اللہ ہم سب کو اخلاق حسنہ اپنانے کی توفیق دے۔

آمین یارب العالمین

https://islamicurdubooks.net

نہ میں بدظن نہ وہ بدگمان

اداریہ

تغیر کا زمانہ ہے آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی خبر سننے کو ملتی ہے جو سرتاپا انسان کو غمگین کر دیتی ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کو کچھ عرصہ قبل پاکستانی شہریوں کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا۔ بعد ازاں صاحب بہادر امریکہ کی جانب سے مسلسل اس کی باعزت رہائی کے مطالبات رہے۔ اولاً تو پنجاب حکومت پر دباؤ ڈالا گیا لیکن پنجاب حکومت نے کھل کر کہا کہ یہ فیصلہ عدالت کرے گی۔ پھر وفاقی حکومت کے سامنے سفارشات پیش کی جانے لگیں اور.....

اور.....دیکھتے ہی دیکھتے ریمنڈ ڈیوس کو باعزت طور پر رہا کر کے خصوصی طیارہ کے ذریعے وطن بھیج دیا گیا۔ اس کا ردعمل کیا ہوگا، یہ آنے والا وقت ہی بتلائے گا لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اس کا انجام کچھ اچھا نہیں ہوگا۔ حکومت عوامی ردعمل کا سامنے کرتے وقت اپنی کرسی بچالے تو یہ واقعی سیاست ہوگی۔ ایک طرف تو ملکی حالات اس حد تک نازک تو دوسری جانب ہماری کسمپرسی بھی مت پوچھیے، ہم نے اپنے مورچے جب نااہل ہاتھوں میں دیئے تو انجام بخیر نہیں ہوگا۔ اسی بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ** جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

ہم نے اپنے جنگی ہتھیار.....میڈیا کی جنگ میں.....غیروں کے سپرد کر رکھے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، لادین لوگ یا کہہ لیجئے کہ دین دشمن لوگ آج کھل کر اس میدان میں آئے ہوئے ہیں افسوس کہ ہمیں ابھی تک اس کا ادراک نہیں ہو رہا.....کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے چلا ہے.....

ورنہ ملا جیون رحمۃ اللہ کے زمانہ میں جب بادشاہ نے اہل اسلام کے عقائد ونظریات ان کی تہذیب وثقافت ان کے کلچر اور تمدن کو ختم کرنے کے لیے فوج کشی کا ارادہ کیا تو بادشاہ کو بتلایا

گیا کہ بادشاہ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے سپاہیوں کی تلوار اس مقام تک بعد میں پہنچے گی اور ملا جیون کا حکم اس کو پہلے فتح کر چکا ہوگا۔

اکابر نے قلم کو تھاما تھا اور اس کا حق ادا کیا تھا۔ دشمن پر ان کی تلوار کا خوف تو اپنی جگہ تھا ان کے حکم کی کاٹ بھی اس قدر تھی کہ ایک تحریر سے چرخ کہن کانپ اٹھتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے بھی علم کی حفاظت کا ذریعہ کتابت کو قرار دیا ہے **قیدوا العلم بالکتابۃ** علم کو محفوظ کرو تحریر کے ذریعے۔ آج قحط الرجال کے اس دور میں اچھا لکھنے والے کم ہو رہے ہیں اس لیے ہمیں ان مسائل پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہوگا بلکہ غور وفکر کرنے کا وقت تو کب کا ختم ہو چکا۔ حضرت والا مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس کے تمام زاویوں کا بغور جائزہ لے کر میڈیا میں اپنی ٹیم شامل کی تھی حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب المعروف استاد صاحب نے اس کو جس خوش اسلوبی سے پروان چڑھایا حقیقت یہ ہے کہ یہ استاد ہی کا کام ہے۔

حضرت استاد صاحب کے معتمد خاص برادرم محترم مفتی ابولبابہ شاہ منصور، مفتی محمد، مولانا محمد افضل، مولانا فیصل احمد، مولانا انور غازی، مولانا عدنان کاکا خیل، عزیزم مولانا عبدالمنعم فائز اور پوری ٹیم نے اس کونپل کو شجر سایہ دار بنانے کے لیے جس انتھک محنت کا مظاہرہ کیا ہے اسے حضرت والا کے اخلاص کے علاوہ دوسرا نام دینا ناانصافی ہوگی۔

میرے بارے میں ملک بھر میں ایک طبقہ جو مسلکاً (اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل نہیں) نے ایک منفی پروپیگنڈہ کیا اور کہا کہ روزنامہ اسلام نے 23 جنوری 2010ء کی اشاعت میں ایک کالم نگار نے کہا ہے کہ یہ ایجنسیوں کا آدمی ہے اور غیر ضروری اختلافات کو ہوا دینے کے لیے اس کو رہا کیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ پھر کدورت اور عداوت کی حد ملاحظہ کریں کہ جس شہر میں میرا کہیں بیان ہوتا، یہ پورے شہر میں 23 جنوری 2010ء کی اشاعت کی فوٹو کاپیاں کرا کے آویزاں کر دیتے۔ اگر انصاف کو ملحوظ رکھا جاتا تو یہ ایک محض غلط فہمی سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ کیونکہ 27 جنوری 2010ء کو ادارہ (روزنامہ اسلام) نے اپنے اخلاقی فرض کی ادائیگی کر دی تھی اور اعتذار لگایا جس میں یہ

وضاحت کی گئی تھی کہ نادانستہ طور پر ایسا ہو گیا اور ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔

میرے اور جامعۃ الرشید کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کی سازشیں کی جانے لگیں لیکن!

ایں خیال است ومحال است وجنوں

نہ پہلے ایسا ہوا تھا اور نہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی ایسا ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے اکابر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا ہوا ہے، نہ تو میں ان سے بدظن ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے بدگمان!

مزید یہ کہ میرے ادارے؛ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا جو ایک دیہی علاقہ شمار ہوتا ہے؛ اس میں عروس البلاد کراچی سے روزنامہ اسلام کی ٹیم تشریف لائی۔ اور میرے پاس تخصص کرنے والے ستر علماء کو کالم نگاری کا کورس کرایا۔ جس پر میں ان تمام حضرات کا بے حد ممنون ہوں۔ اللہ رب العزت تمام حضرات کو اشاعت دین اور حفاظت دین کے لیے قبول فرمائے۔

☆☆☆

ہم نے ہر دور میں عالمی امن جیسے حساس معاملے میں اپنی ہزاروں خواہشیں قربان کی ہیں اقوام متحدہ اور دیگر اتحاد بین المذاہب کے ادارے اس بات پر گواہ ہیں ہر موڑ پر ہم نے امن کو ترجیح دی ہے لیکن اس کا نتیجہ جیسا ہم چاہتے تھے ویسا نہیں آیا بلکہ ہماری مقدس شخصیات کی گستاخیاں، مقدس مقامات کی توہین اور مقدس کتب کی بے حرمتی کی جاتی رہی ہے۔ اب ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اقوام متحدہ اور عالمی امن کی کوششوں میں مصروف ادارے محض اس لیے بنائے گئے ہیں کہ وہ ہم اہل اسلام کو ہی سمجھاتے رہیں کہ ''آپ کچھ نہ کریں۔'' ورنہ صلیبی رہنماؤں نے اسلام دشمنی میں کون سی کسر اٹھا رکھی ہے؟ ایک طویل سلسلہ ہے ماضی قریب میں عیسائی رہنما پوپ ''بنی ڈکٹ'' مسیحی پادری ٹیری جونز اور وائن سیپ نے ساری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کے دل دکھائیں ہیں۔

آج اخبارات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ مسیحی رہنما پادری ''ٹیری جونز'' نے فلوریڈا کے

چرچ میں پہلے قرآن پاک کو کافی دیر تیل میں ڈبوئے رکھا اور بعد میں چرچ ہی قرآن کریم کو (العیاذ باللہ) نذر آتش کر دیا۔اس سے پہلے اس ملعون نے 9/11 پر قرآن کریم کو نذر آتش کرنے کی دھمکی دی تھی اور کہا تھا کہ ''مسلمان اپنے قرآن کی حفاظت کر لیں۔''

پادری کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ یہ قرآن پاک ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود رب ذوالعلیٰ نے لیا ہے یہ بائبل کی طرح نہیں جو نازل تو کچھ اور ہوئی تھی لیکن لالچی عیسائی پادریوں نے فتوی فروشی کرتے کرتے اس میں اس قدر تحریف کر دی کہ کسی ایک حرف کے بھی 100 فیصد سچا ہونے کا احتمال باقی نہیں رہا۔لیکن اس کے باوجود تمام مسلمانان عالم میں سے کسی نے بھی بائبل کی بے حرمتی اور توہین کا سوچا تک نہیں کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ٹیری جونز کو ورلڈ ایونجیلیکل الائنس نے اس پر معافی مانگنے کو بھی کیا۔لیکن اس نے نہ صرف یہ کہ معافی مانگنے سے انکار کیا ہے بلکہ اپنے کئے ہوئے اس فعل شنیع پر فخر کیا ہے۔

میرے خیال کے مطابق ٹیری جونز کو معلوم ہے کہ قرآن پاک وہ انمٹ کتاب ہے جو قیامت تک رہنی ہے اس میں مسلمانوں کے لیے دنیا پر حکمرانی کے اصول موجود ہیں کفر وطاغوت کا سر کچلنے کے لیے جہاد جیسا روشن حکم موجود ہے تمام دنیائے کفر آج جہاد سے خائف ہے کبھی تو جہادی آیات کو نصاب بلکہ قرآن سے ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور کبھی ایسی ناپاک جسارت کی جاتی ہے جس سے تمام اہل اسلام کے قلوب پھٹ جاتے۔

میں ''ٹیری جونز'' سے واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ تم نے قرآن کریم کو نذر آتش کر کے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تمام اہل اسلام کو غمزدہ کر دیا اور ان شاء اللہ تم بہت جلد اپنے اس کام کی سزا پاؤ گے۔امریکی حکومت بھی کان کھول کر سن لے اور پاکستانی حکمران بھی! تم نے اب اگر ''امن کی آشا'' کی کوئی بات کی تو ہم تمہاری یہ بات کبھی نہیں مانیں گے

اب وقت ہے مسلمان کے انتقام کا اور اس کا نظارہ دیکھنے کی تم میں تاب نہیں۔اب خدا کی زمین کو ایسے ملعونوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاک کر دیا جائے گا۔

بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت

ملا فقیر

برصغیر پاک وہند پر جب تک انگریز کا ناجائز تسلط رہا تب تک اس نے اسلامی تہذیب وثقافت اور دینی اقدار وروایات کو پامال کر کے مسلمانوں کے دلوں میں غیر اسلامی رسوم وروایات کی اہمیت اجاگر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ فسادی ذہنیت کے حامل انگریز نے اپنی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ یہیں تک محدود نہیں رکھا بلکہ جاتے جاتے وہ اپنی ثقافت کی ترویج اور مسلم نسل کو اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کے لیے کچھ ایسے کارندے چھوڑ کر گیا جن کی گھناؤنی سازشوں سے یہاں کے باسیوں کی نہ صرف خوئے غلامی کو دوام ملا بلکہ نوبت بایں جارسید کہ آج ہمارا معاشرہ بے حیائی فحاشی اور عریانی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ حیاء، عفت اور پاک دامنی جنس نایاب ہو چکی ہے نوجوان نسل اخلاقی خرابیوں اور جنسی بے راہ رویوں کا شکار ہے۔

ہر طرف ظلمت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے اس معاشرے میں کچھ تمنائے چراغ دینی مدارس کی شکل میں نظر آتے ہیں جن کے جلووں سے انگریز مکار کے نمک حلالوں کا حقیقی چہرہ آج سے 60، 70 برس پہلے بے نقاب ہو چکا تھا اور آج اس کے کارندوں کے پول کھل رہے ہیں یہ مدارس شروع سے لے کر آج تک شعائر اسلام کا دفاع کرنے اور استعماری یلغار کے خلاف ایک مضبوط ڈھال بن کر معاشرے کو ذلت ورسوائی کی گہری کھائی میں گرنے سے بچانے میں بھرپور کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ آج اسلامی تعلیمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو معاشرے میں عام کرنے کی جو کوشش نظر آتی ہے وہ بھی انہی مدارس مرہون منت ہے۔ اسلام دشمن عناصر کے ہر قسم کے حربوں اور کوششوں کے باوجود مصر، ترکی و دیگر اسلامی ممالک کی طرف حجاب، داڑھی اور دوسرے شعائر اسلام پر پابندی جو کہ عذاب خداوندی کو صریح دعوت جیسے عمل کا ارتکاب ہمارے ملک میں اب تک نہیں ہوا۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دینی اور اسلامی تعلیم کو عام کیے بغیر ہم شعائر

اسلام کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسلامی تہذیب وثقافت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ دور حاضر کے فتنوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلیے علم دین کا حصول اور اولیاء اللہ کی صحبت جہاں مردوں کے لیے ضروری وہاں خواتین کے لیے بھی انتہائی اہم ہے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ مدارس دینیہ میں جب عورت کی عزت وناموس کی حفاظت کے ساتھ اس کو علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ کیا جائے تو اعتراضات کی بوچھاڑ اور مخلوط نظام تعلیم والے اداروں میں بچیاں والدین کی نظروں سے اوجھل ہو کر ''کچھ بھی'' کریں تو ترقی یافتہ دور کے ساتھ چلنے کی کوشش قرار دے کر داد تحسین سے نوازا جاتا ہے۔

اسلام دنیاوی فنون کے حصول سے ہرگز منع نہیں کرتا بلکہ صحیح نیت سے ان فنون کا سیکھنا بھی عبادت بن جاتا ہے لیکن جس تعلیم کا حصول ایمان کے سودے پر موقوف ہو کر رہ جائے اور جس فن کو بے غیرتی و بے حمیتی کی چادر اوڑھے بغیر حاصل کرنا محال ہو اس فن کو اپنے لیے لازمی قرار دے کر ہم کون سے دنیاوی یا اخروی فوائد سمیٹ رہے ہیں جس نظام کے تحت آج کل ہماری بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا ہے کہ یہ پڑھنے کے بعد جہاز میں ائر ہوسٹس، دفاتر میں رسپشنسٹ اور ڈائیو میں خادمہ بن کر ہوس بھری نظروں کی خوشی کا ساماں بن جائیں اور یہی وہ حقوق نسواں ہے جس کا ڈھونگ رچا کر عالمی استعمار مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا رہا ہے۔

عورت وہ ہستی ہے جس کے بطن سے انبیاء، شہداء اور صلحاء جنم لیتے ہیں موضوع کی مناسبت سے اگر یہاں وہ سچ رقم کروں تو بے جا نہ ہوگا جو آج کل عام ہو چکا ہے کہ ماں اگر شب بیدار ہو تو بیٹا شاہ ولی اللہ پیدا ہوتا ہے ماں صالحہ ہو تو بیٹا اسماعیل شہید پیدا ہوتا ہے ماں مجاہدہ ہو تو بیٹا حسین احمد مدنی پیدا ہوتا ہے۔ ماں اگر مفکرہ ہو تو بیٹا مفتی محمود پیدا ہوتا ہے ماں جرأت مند ہو تو بیٹا حق نواز پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پورے گھرانے کی کامیابی خاتون خانہ پر منحصر ہوا کرتی ہے ایک عورت کی زندگی بدلنے سے پورے خاندان میں انقلاب آسکتا ہے بچیوں کی اچھی تعلیم وتربیت نہ صرف فرض ہے بلکہ معاشرے میں تبدیلی کا بھی واحد ذریعہ ہے جس کو نظر انداز کرنے سے دنیا وآخرت میں ناکامی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ **اعاذنا اللہ من ذلک**

سلسلہ وار 2:

مواعظ متکلم اسلام

مرتب: مولانا محمد حارث

الحمد لله و کفٰی و سلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد اعوذ بالله من الشیطن الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد خلقنا الانسان فی کبد. صدق الله العظیم (درود پاک)

اللہ رب العزت نے ہمیں دنیا میں کھانے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ کمانے کے لئے بھیجا ہے۔ دنیا کمانے کی جگہ ہے اور جنت کھانے کی جگہ ہے۔ دنیا مشقت کی جگہ ہے اور آخرت آرام کی جگہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی وہ شخصیت ہے کہ جن کے صدقے اللہ رب العزت نے پوری کائنات کو وجود عطا فرمایا اور غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ خندق کھود رہے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملے ارشاد فرما رہے ہیں۔

"اللھم لا عیش الا عیش الآخرة فاغفر الانصار و المهاجره"

اے اللہ میرے انصار کی بھی مغفرت فرما۔ اے اللہ میرے مہاجرین کی بھی مغفرت فرما!

عیش کی جگہ دنیا نہیں ہے عیش کی جگہ آخرت ہے جب آدمی کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے پھر شریعت پر عمل کرنا بالکل مشکل نہیں آپ دیکھیں کالج کا وہ لڑکا جو محنت نہیں کرتا وہ کبھی رات کو سردی میں 2 بجے جاگ کے پڑھ رہا ہوتا ہے کیوں؟ کہتا ہے امتحان قریب ہے۔ پورا سال دھیان نہیں دیا کچھ نہ کچھ تو پڑھ لوں تاکہ میرا مستقبل اچھا ہو جائے اور رات کو دو بجے تک جاگتا ہے۔

لیکن ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ رات کو جاگنے سے کیا ملتا ہے؟ رات کو تہجد سے کیا ملتا ہے؟ آپ مزدور کو دیکھ لیں تنخواہ کتنی ہے؟ سخت سردی کے موسم میں جاتا ہے ملازمت کے لئے کئی

دیہاتوں سے لوگ شہروں میں جاتے ہیں اسی طرح گوالے کو دیکھیں کہاں صبح صبح نکل رہا ہے کسی ڈیرے پر جاتا ہے وہاں سے دودھ لے کر سائیکل چلا کر شہر پہنچتا ہے۔ سارا دن مصروف ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں یہ کام کروں گا تو میری دنیا بنے گی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ محنت کرنے سے ہماری آخرت بنے گی۔ دنیا میں اللہ رب العزت نے ایک بار بھیجا ہے دوبارہ دنیا میں نہیں آنا۔ آج مجھے ایک ساتھی مذاق میں کہہ رہا تھا کہ استاد جی! بڑی سپیڈ لگی ہوئی ہے۔ میں نے کہا وقت تھوڑا ہو کام زیادہ ہو سپیڈ تو لگتی ہے ناں!

ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہماری زندگی بہت تھوڑی ہے اور ایک بار زندگی ملی ہے دوبارہ نہیں ملنی۔ اس میں جتنی محنت کر سکتے ہیں کر لیں پھر ہمارا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری دنیا کے لئے تشریف لائے۔ ہم پوری دنیا میں تو جا نہیں سکتے۔ شاید اللہ لے بھی جائیں۔ اللہ کے خزانوں میں کیا کمی ہے لیکن شاید پوری دنیا میں نہ جا سکیں۔ پوری دنیا سامنے تو رکھیں۔ جب آپ پوری دنیا سامنے رکھ کر کام کریں گے تو اللہ رب العزت نتائج بھی پوری دنیا والے عطا فرمائیں گے اور جتنا ہمارا جذبہ مضبوط ہوگا، جتنی دل میں وسعت ہوگی، جتنی احوال پر نظر ہوگی اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق مدد و نصرت فرمائیں گے۔

میں یہ گذارش اس لئے کرتا ہوں ہم دنیا میں کام کے لئے آئے ہیں کام کا مزاج سمجھ گئے پھر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ کسی طالب علم سے پوچھو آپ سبق میں کیوں نہیں آئے؟ کہتا ہے نزلہ ہے آپ سبق میں کیوں نہیں آئے؟ کہتا ہے بخار ہے اور مزدور کو دیکھیں نزلہ ہے پھر بھی جا رہا ہے بخار ہے پھر بھی جا رہا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ میں مدرسے میں رہتا ہوں میں نہیں بھی پڑھوں گا تو دوپہر کو کھانا پکا ہوا ہے، شام کو کھانا پکا ہوا ہے، میں مدرس ہوں پڑھایا پھر بھی تنخواہ ملے گی نہ پڑھایا پھر بھی تنخواہ ملے گی اور مزدور سمجھتا ہے کہ میں نے کام کیا تو ملنا ہے اور نہ کیا تو نہیں ملنا وہ کام میں لگتا ہے اور ہم سستی کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ معاملہ دنیا میں چل جاتا ہے آخرت میں یہ معاملہ

نہیں چلنا۔ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۔ جو کیا وہی ملنا ہے جو نہیں کیا وہ نہیں ملنا۔ تو جو کریں گے وہی آگے جا کے حاصل ہوگا میں یہ بات اس لئے عرض کرتا ہوں آج گناہوں سے بچنا کیوں مشکل ہے ہماری نظر آخرت پر ہے ہی نہیں۔ نظر ہے ہی دنیا پر..... یہ گانا ہے اس کو سن لینا چاہیے، اس لڑکی پر نگاہ پڑی ہے اس کو دیکھ لینا چاہیے، فلاں سے تعلق ہے اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ دماغ میں اگلی بات ہے ہی نہیں۔ آخرت میں کیا ملے گا؟

یہاں نگاہ روکنے پہ اللہ جنت کی حوردیں گے یہاں نگاہ کی حفاظت کرنے پہ جنت میں اللہ کا دیدار ہوگا۔ اپنے کان بچانے پہ اللہ جنت کے نغمے دیں گے اپنی زبان کی حفاظت کرنے پہ اللہ جنت کے میوے دیں گے۔ خدا کی قسم گناہ سے بچنا بہت آسان ہے اللہ مشکل کام بندے کو دیتے ہی نہیں اللہ وہی کام دیتے ہیں جو کرنا بندے کے بس میں ہو۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں آدمی زنا کرنے کے لئے عورت پر بیٹھ چکا ہو تو اس وقت بھی حکم ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ! اگر پیچھے ہٹنا بندے کے بس میں نہ ہوتا اللہ حکم ہی نہ دیتے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا تو جب ایسی حالت میں بچنا بندے کے اختیار میں ہے تو جب قرب ہی نہیں ہے تو بچنا بطریق اولی اختیار میں ہے جب فطرت میں غلاظت، گندگی، نجاستیں ہوں تب جہنمی دماغ بنتا ہے پھر آدمی گناہوں کو تلاش کرتا پھرتا ہے کہ مجھے گناہ کا موقع ملے اور جب اللہ دل میں آجائے اللہ کی محبت دل میں آجائے اور آخرت دل میں بیٹھ جائے پھر بندہ گناہوں سے بچنے کے اسباب پیدا کرتا ہے اور جو کوشش کرتا ہے اللہ اس کو گناہوں سے بچا ہی دیتے ہیں: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً وَ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ جب آدمی گناہوں سے بچتا ہے پھر اللہ گناہوں سے بچنے کے راستے بھی دیتے ہیں اور رزق اس کو وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے اس کو توقع بھی نہیں ہوتی۔

اللہ بہت کریم ہیں بہت ہی کریم ہیں آپ محنت کر کے دیکھیں خدا کی قسم اللہ یوں نوازتے ہیں بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ لوگ کہتے ہیں مزاج نہیں ہے۔ مزاج کیسے بنے؟ ہم محنت تو

کریں ہم اللہ سے مانگنا تو سیکھیں کیسے اللہ تعالی اسباب عطا فرماتے ہیں گناہوں سے بچنے کا ارادہ کریں خدا کی قسم اللہ تعالی گناہوں سے بچنے کے اسباب پیدا فرمادیں گے۔ یہ اللہ تعالی نے اپنے ذمے لیا ہے بندہ محنت تو کرے اللہ کریم ہیں بندے کو محروم نہیں کرتے۔ اللہ تعالی ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ. (ہم نے بندے کو مشقت میں پیدا کیا ہے) بندہ ہمت کرے اللہ اتنے اسباب عطا فرماتے ہیں۔ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا ہم چاہتے ہیں کام کریں دکھ ہو ہی نا۔ کام کریں تکلیف ہو ہی نا۔ ہمیشہ راحتیں ملیں۔ اس پہ بندے کو غور کرنا چاہیے۔ مشقت ملے یہ تو مزاج دنیا ہے اور جب آدمی اللہ تعالی کو نیکی کا واسطہ دے کر گناہ سے معافی مانگے پھر اللہ پاک آسانیاں پیدا فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءً اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ.

دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف ان کو آتی ہیں جو انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر ان کو آتی ہیں جو انبیاء کے قریب ہوں۔ ام المومنین حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''مجھے حسرت ہوتی تھی کہ مجھے مرتے وقت تکلیف نہ ہو۔ کہتی ہیں: ''میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بوقت موت تکلیف دیکھی ہے تو میں نے اس تمنا کو چھوڑ دیا۔ اب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بوقت موت تکلیف (العیاذ باللہ) رحمت ہے، راحت ہے، عافیت ہے۔ یہ تکلیف اللہ کی ناراضگی تھوڑی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے دن پہلے بخار ہو گیا؟

اتنا شدید بخار ہے کہ سہارے سے چل رہے ہیں اور جب سہارے سے بھی نہیں چل سکے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ اٹھا کے دیکھتے کہ میری زندگی میں میری جماعت نے میری سنت کا خیال کیا ہے کہ نہیں؟ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار کردہ جماعت نے نماز پڑھی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل کتنا ٹھنڈا ہوا ہوگا کہ جو فوج میں نے تیار کی ہے میری آنکھوں کے سامنے اللہ مجھے اس کا

رزلٹ دکھا رہے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم پہ حق ہے کہ ہم ان پر درود بھیجیں۔

مجھے ایک ساتھی کہنے لگے کہ ہمارا جو عقیدہ ہے کہ یہاں سے صلوۃ وسلام پڑھیں تو ملائکہ پہنچاتے ہیں اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے پر پڑھیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوۃ وسلام ایک تحفہ ہے اور جب بڑے کی خدمت میں تحفہ دور سے بھیجیں تو پھر بھیجتے ہیں پیش نہیں کرتے اور جب قریب جا کر تحفہ دیں تو بھیجتے نہیں پیش کرتے ہیں۔

مجھے ایک ساتھی کہنے لگے کہ اس پر ایک سوال ہے میں نے کہا وہ کیا؟ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ مذاکرات کرنے کے لئے گئے تھے اور روایات میں آتا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ عمر! مذاکرات کے لئے تم جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑا پیارا جواب دیا تھا۔ میں آج کی زبان میں سمجھانے کے لئے کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مذاکرات کا بندہ نہیں ہوں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجو!

مذاکرات کے لئے بڑے ٹھنڈے مزاج کا بندہ ہونا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتنا اہم مشورہ دیا کہ مذاکرات کے لئے ایسا بندہ بھیجو کہ جو قابل قبول ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب گئے تو وہ دن تھا اور کہا: ''اگر کسی نے اپنی عورتیں بیوہ کرانی ہوں تو بات کرو۔ بچے یتیم کرانے ہیں تو بات کرو۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔ راستہ روکنا ہے تو روک لو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ پاک نے عجیب مزاج عطا فرمایا تھا۔ میں سمجھانے کے لئے کہتا ہوں کہ اللہ رب العزت کی ایک صفت ''جلال'' ہے اور ایک صفت ''جمال'' ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اللہ کی صفات کو حاصل کرو اور اللہ کی جو بھی صفات ہیں۔ صفت علم ہے، صفت رحمت ہے۔ یہ بواسطہ نبوت کے امت کو ملی ہیں اور سب سے پہلے جن کو ملی ہیں وہ صحابہ کرام

ہیں۔اللہ کریم کی صفت ''جلال'' بھی ہے اور صفت ''جمال'' بھی ہے۔فجر، مغرب اور عشاء میں قرأت اونچی آواز سے اور ظہر اور عصر میں آہستہ۔وہ اس لئے کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو خدا کے وصف ''جمال'' کا ظہور ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وصف ''جلال'' کا ظہور ہوتا ہے اور جب بڑے جلال میں ہوں چھوٹے نہیں بولتے اور جب بڑے ''جمال'' میں ہوں تو چھوٹے لطیفے سناتے ہیں۔تو چونکہ مغرب کے بعد وصف جمال کا ظہور ہوتا ہے۔جونہی سورج غروب ہوا تو جہراً الحمد لله رب العلمين .....اور جونہی وصف جلال کا ظہور ہوا۔اب بولنے کی ہمت نہیں اور یہ دونوں وصف بواسطہ نبوت کے امت کو ملے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وصف جلال کا مظہر ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصف جمال کا مظہر ہیں۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شجاعت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہرت ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شجاعت تھی لیکن شہرت نہیں۔میرا آج بھی ذوق ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے دلیر شخص کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔یہ جملہ میں کہتا ہوں اور اس پر دلائل بھی لاتا ہوں ایک مرتبہ میں نے مولانا محمد یوسف کاندھلوی کی ''حیاۃ الصحابہ'' پڑھی۔انہوں نے اس پر باب قائم کیا ہے۔بَابُ اَشْجَعِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ ۔اس میں روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تم میں سب سے دلیر کون تھا؟ کہتے ہیں ابوبکر صدیق۔پوچھا دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے تو سب صحابہ ہمت ہار گئے اور ابوبکر صدیق اکیلا کھڑا رہا۔اور یہی دلیل میں دیا کرتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق کی شجاعت پہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۔اللہ نے ہمیں مشقت میں پیدا کیا۔وہ کیسے؟ گناہ نہ کرنے کی مشقت اٹھانی پڑے گی۔لوگ کہتے ہیں استاد جی! کوئی دم کریں گناہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔میں کہتا ہوں کون سا دم کروں؟ کہ دل ہی نہ کرے اگر دل ہی نہ کرے تو شادی کیسے کراؤ گے؟ شادی تب کرائیں گے جب دل کرے۔فرق کیا ہے؟؟

کہ جی چاہتا ہے پلاؤ کھانے کو مگر حرام نہیں کھانا حلال کھانا ہے جی چاہتا ہے کولڈ ڈرنک کو مگر حرام نہیں حلال۔

میں بار بار سمجھاتا ہوں اور بڑی بے تکلفی سے سمجھاتا ہوں کہ یہ دعا نہ کرو کہ ہمارا دل نہ کرے یہ تو ہونا ہی نہیں اگر دل نہ کرے اور گناہ نہ کریں پھر کمال کون سا؟؟؟ جنوری کا مہینہ ہو، روزہ رکھا ہو اور پیاس نہ لگے تو کمال کون سا۔ کمال تو یہ ہے کہ جون جولائی کا مہینہ ہو بارہ چودہ گھنٹے کا دن ہے پیاس شدت سے لگ رہی ہے غسل خانے میں گئے ہیں کوئی دیکھنے والا نہیں۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں قطرات سامنے سے گزرتے ہیں لب کے اندر نہیں جانے دیتے۔ کیوں؟ اللہ دیکھ رہے ہیں اگر پیاس ہی نہ لگے معدہ خراب ہو یہ کون سا کمال ہے؟؟ گناہ کو دل کرے پھر گناہ نہ کریں یہ کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ۔ مومنین سے کہو اپنی نگاہ کی حفاظت کریں اور پہلے مومن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اگر دل نہیں کرتا تو حفاظت کا معنی کیا؟ دل کرتا ہے تب ہی گناہ سے حفاظت ہوگی ناں۔ اس لئے جب گناہ نہیں کریں گے تو مشقت ہوگی۔

گناہ سے بچنے کی مشقت ہوتی ہے یہ طے کرلو..... جتنی مشقت ہوگی گناہ نہیں کرنا..... لاکھوں فوائد ہوں باطل کے ساتھ نہیں ملنا..... ہزار نقصان ہو جائیں ہم نے باطل کو قبول نہیں کرنا عقیدہ کھرا ہونا چاہیے اور بالکل خالص ہو۔ کیا معلوم کہ امام مھدی علیہ السلام آج آجائیں کل آجائیں۔ ہم ان کی فوج میں شامل ہوں۔ نفس پرست بندہ ان کی فوج میں شامل نہیں ہوسکتا۔ حدیث مبارک میں آتا ہے: ''دجال آئے گا اور کہے گا مجھے خدا مانو! جو نہیں مانے گا اس کا رزق بند کردے گا بارشیں روک دے گا کھانا نہیں ملے گا اور جو کمزور ایمان والا ہوگا وہ خدا کو چھوڑ کے دجال کو مان لے گا۔

اور ایک ایسا بندہ ہوگا کہ دجال اسے پکڑ کر کہے گا مان!! وہ کہے گا نہیں مانتا۔ دجال تلوار لے کر اس کے دو ٹکڑے کردے گا۔ پھر جوڑے گا اور کہے گا اب مانو۔ وہ کہے گا اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تو جھوٹا ہے اب تو بالکل تیرا کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ دجال دوبارہ

اس بندے کے دو ٹکڑے نہیں کر سکے گا آدمی تھوڑی سی ہمت تو کرے۔ اللہ بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ فرماتے ہیں۔

اہل باطل سے تعلق توڑیں اور اہل حق سے رشتہ جوڑیں صرف اللہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن کہیں گے یہ میرے لئے تعلق توڑتا ہے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کتنے خوش ہوں گے۔ ہمارا پوری دنیا میں پہلا اور آخری سہارا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے جس جس کو چھوڑنا پڑے چھوڑ دو۔ پھر اللہ کی مدد و نصرت قلبی اطمینان دیکھو اللہ کی قسم دنیا میں جینے کا مزہ آجاتا ہے اور جو یوں نہیں جیتا پھر جینے کا مزہ نہیں آتا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو ان باتوں کے استحضار کی توفیق عطا فرمائے۔ میں یہ بات اس لئے سمجھاتا ہوں کہ اللہ کا تعلق نصیب ہو جائے تو جینے کا مزہ آجاتا ہے اور یہ مزہ آدمی زبان سے بیان نہیں کر سکتا پھر آدمی چھاؤں کو نہیں دیکھتا پھر محلات کو نہیں دیکھتا پھر اپنی جھونپڑی میں خوش رہتا ہے۔

وہ ٹھوکتے نہیں ہیں تخت سکندری پہ
جن کا بستر لگا ہوا ہے مولا تیری گلی میں

ہمیں یہاں کتنا لطف آتا ہے میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ میں رات تین بجے واپس آیا۔ طلباء تو سو رہے تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک ساتھی نے دروازہ کھولا اور ہم یہیں مسجد میں بیٹھ گئے میں نے کہا میں تھکا ہوا ہوں لیکن یہاں جو مجھے لطف آرہا ہے میں اسے بیان نہیں کر سکتا کیوں؟؟؟

جہاں ہر وقت مسلک، نظریہ، عقیدہ، قرآن کی بات ہوتی ہے وہاں رحمت کا نزول کیسے ہوتا ہے؟ اس کو محسوس کرنے کے لئے تھوڑا سا دل چاہیے۔ آدمی کی جتنی بھی اچھی خوراک ہو اور ہو مریض تو کیا زبان کو مٹھاس محسوس ہوتی ہے؟ مٹھاس تب آئے گی جب اس کا اپنا بخار ٹھیک ہوگا۔ تو دعا کریں کہ اللہ ہمارا بخار ٹھیک فرمائیں اور اللہ اپنا تعلق نصیب فرمائیں اللہ اپنے دین کے ساتھ لگائے رکھیں۔ اس کا اندازہ موت کے بعد ہوگا یہ جو چھوٹی چھوٹی نسبتیں ہیں مہینے میں ایک دن نکالنا

،اللہ کا نام لینا۔خدا کی قسم موت کے بعد ہمیں پتا چلے گا کہ اس سے ہمیں کیا ملا ہے۔

مجھے پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب کے ایک خلفیہ بتا رہے تھے کہتے ہیں شیخ کے بیان میں ایک بندہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ ہر وقت کہتے ہیں ذکر کرو، اللہ کا نام لو، آپ کوئی علمی بات بھی کر لیا کریں۔فرمایا یہ جو بات تو نے میرے ساتھ کی ہے تمہارا میرے اوپر احسان ہوگا کہ میری یہی شکایت میدان حشر میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں لگانا کہ اے اللہ یہ ہر وقت اللہ اللہ ہی کرتا رہتا تھا۔کوئی علمی بات نہیں کرتا تھا۔اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اپنے نام کی مٹھاس اور حلاوت نصیب فرمائیں۔(آمین)

\RizwanDDr\Final+Complete\Bannat_Aprail_2011\Picture\narana nama.tif not found.

http://islamicurdubooks.net

آہ! ہمارے استاذ جی

محمد عمران طیب، امام جامع مسجد طوبیٰ، سرگودھا

خوشبو کے جزیروں سے تاروں کی حدوں تک
اس شہر میں سب کچھ ہے فقط اک تیری کمی ہے

استاذ جی آپ تو اللہ کے ولی ہیں! ہمارے لیے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ ہمیں بھی اپنا ولی بنالے..... ہیں یہ کیا کہا آپ نے؟ آئندہ اس بات کا خیال بھی اپنے دل میں نہ لائیں استاذ جی نے قدرے سخت انداز میں کہا۔

میری گفتگو استاذ جی سے اس وقت ہوئی تھی جب کہ مجھے یہاں آئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ اس سے پہلے تبلیغی مرکز سرگودھا میں استاد جی کا بیان سننے کا اتفاق ہوا تو بہت پسند آیا ایک اچھوتا اور منفرد انداز تھا استاذ جی اپنی بات کو بہت سادہ اور آسان طریقہ سے حقیقی مثال سے سمجھا دیا کرتے تھے بیان کے دوران پورا مجمع ساکت وخاموش اور ہمہ تن گوش ہوتا تھا، جن کا میں تعارف کروانے چلا ہوں یہ شخصیت تھی'' حضرت قاری حافظ محمد حنیف رحمہ اللہ کی'' جنہوں نے استاذ جی کے نام سے شہرت پائی۔

حضرت کا بچپن رائے پور انڈیا میں گذرا جہاں انہوں نے بڑے بڑے بزرگوں کی صحبت اٹھائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، آپ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور آپ کا شمار صاحب کشف وصاحب بصیرت بزرگوں میں ہوتا تھا۔ تقریبا 75 سال پہلے انڈیا سے سیدھا سرگودھا تشریف لائے اور جامع مسجد طوبی پٹھانوں والی بلاک نمبر 8 کو اپنا مسکن بنایا جو کہ اُس وقت چند فٹ پر مشتمل ایک تھڑے کی شکل میں تھی۔ یہی سے آپ نے اپنا تبلیغی کام شروع کیا اور پہلا گشت کیا۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں تھا جنہوں نے سرگودھا میں تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔ چونکہ آپ کا وقت حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ اور مولانا یوسف رحمہ اللہ کے ساتھ بھی

گزرا، اس لیے آپ کی زندگی پر ان کے نقوش واثرات نمایاں تھے آپ نے بیانات میں کبھی کوئی افتراقی بات نہیں فرمائی بلکہ آپ کی یہ فکر اور کوشش ہوتی تھی کہ کس طرح امت متفق ومتحد ہو جائے آپ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے تھے اور ہر ایک کو اپنے حسن سلوک سے دین پر لانے کی کوشش فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ باپ کے بھی راز دار ہوتے تھے اور بیٹے کے بھی خاوند کے بھی اور بیوی کے بھی لیکن کسی ایک کی بات دوسرے کو نہ بتاتے بلکہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کا بہت آسان حل تجویز فرما کر سب کو آپس میں پیار ومحبت اور اتفاق کی تعلیم رہتے تھے۔

میں نے تقریباً ساڑھے چار سال کا عرصہ یہاں پر استاذ جی کی خدمت اور صحبت میں گذارا میں نے استاذ جی کی طبیعت اور مزاج کا اثر یہاں کے لوگوں میں بھی پایا کہ یہاں کے لوگ ماشاءاللہ ائمہ موذنین اور علماء کرام کی عزت واحترام کرنے والے اور سلجھے ہوئے سنجیدہ لوگ ہیں۔ استاذ جی رحمہ اللہ کی منفرد خصوصیات میں سے ایک خصوصیت خدمت قرآن کریم بھی ہے جب سے آپ یہاں تشریف لائے آپ نے قرآن کریم پڑھانا شروع کیا اور آخر عمر تک سخت بیماری کے آخری چند دنوں کے علاوہ آپ بڑی جانفشانی کے ساتھ قرآن پاک پڑھاتے رہے۔

تقریباً لوگوں کی چوتھی یا پانچویں نسلیں آپ سے اس وقت سے پڑھ رہی تھی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں سے ہے، جو دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ قرآن کریم سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ اس کے بغیر آپ کو چین نہ آتا تھا۔ یہی آپ کی غذا اور یہی آپ کا اعلاج تھا۔ اسی وجہ سے آپ اپنے کسی رشتہ دار یا بیٹی کے گھر نہ ٹھہرتے تھے کہ صبح بچے آئیں گے اور میں ہوؤں گا تو ان کا سبق ضائع ہوگا اور قیامت کے دن مجھے ان کا سوال ہوگا اور بیماری کی وجہ سے ان کو یہاں سے دور رکھا بھی جاتا تو پھر بھی چپکے سے پہنچ جاتے حتی کہ ہسپتال میں داخل ہونے کے دنوں میں بھی اجازت لے کر آتے اور پڑھا کر ہسپتال چلے جاتے۔ آپ نے اپنے حج اور عمرہ یا تبلیغی سفر کے علاوہ کبھی بھی ستر سالوں میں چھٹی نہ کی۔ فجر کی آذان سے پہلے بچوں سمیت تشریف لاتے اور فجر کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ بعد تک پڑھاتے۔ اسی طرح سے پہلے ایک بجے سے تقریباً چار

ساڑھے چار بجے تک پڑھاتے۔آپ کے پڑھانے کا انداز بھی بہت عمدہ تھا بچوں کو ہر ہر موقعہ کی مسنون دعائیں۔وضو نماز وغیرہ کے فرائض وسنن وغیرہ نماز اور نماز جنازہ کا علمی طریقہ اجتماعی طور پر سکھاتے تھے۔ مجھے یہاں کا ماحول اس وجہ سے بھی بہت پسند آیا کہ یہاں کے لوگ استاذ جی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے قرآن پاک اور نماز وغیرہ اچھی طرح سے پڑھنا جانتے ہیں آپ چونکہ بچوں اور بچیوں دونوں کو پڑھاتے تھے ایسے بچیوں میں بھی آپ نے شاگردوں کی تعداد بھی بے شمار ہے اور مستورات کے بیان کے لیے بھی آپ کو ترجیح دی جاتی تھی۔

بہر حال استاذ جی ایک جامع صفات وکمالات شخصیت کے مالک تھے۔اور اپنی ذات میں ایک انجمن تھے آپ کی شخصیت اور کمالات کا احاطہ کرنے کے لیے ذہن وقلم ساتھ نہیں دیتے، عاجزی وانکساری تواضع اور مسکنت، نیز حلم ووقار میں اپنی مثال آپ تھے۔اپنے کپڑے ساری عمر خود اپنے ہاتھ سے دھوتے، فرماتے تھے کہ اگر میں کسی اور کے ہاتھ کا دھلا ہوا کپڑا پہن لوں تو نماز میں میرا دل نہیں لگتا۔

امت کی خیر خواہی اور دور اندیشی کے لیے ایک واقعہ بطور مثال ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو کر عرض کرنے لگا کہ میرے والد نماز نہ پڑھتے تھے ساری زندگی کی نمازیں ان کے ذمہ ہیں اور وہ انتقال کر چکے ہیں اور یہی ان کی طرف سے نمازوں کا فدیہ دینا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس یہ تقریبا انیس ہزار روپے ہیں ان کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے اس لیے میں پریشان ہوں کہ کیا کروں آپ نے فرمایا کہ بھائی میں بھی مستحق زکوۃ ہوں لاؤ یہ مجھے دو آپ نے اس سے وہ رقم لے کر دوبارہ اس کو دیے دی اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے ہدیہ ہے اور پھر اس سے بطور فدیہ کے لے کر، اس کو ہدیہ کر دی اس طرح کئی مرتبہ کے بعد آخر میں پھر وہ رقم اس کو لوٹا دی جس کی وجہ سے اس کا مسئلہ حل ہو گیا اور رقم بھی اس کے پاس رہی۔

میرے ذھن میں تو استاذ جی کی مثال پھل دار درخت جیسی آتی ہے کہ وہ لوگوں کی سختیاں اٹھا کر بھی ان کو ثمرہ وفائدہ پہنچاتا ہے خود دھوپ میں جل کر، اوروں کو سایہ دار اور راحت کا

سامان مہیا کرتا ہے آلودہ فضاء کو اپنے اندر جذب کر کے صاف ستھرا ماحول عطاء کرتا ہے زندگی کے آخری ایام میں ہسپتال میں اپنے بیٹے ابوذر صاحب کو فرمایا کہ زندگی بھر میں نے یہ کوشش کی ہے کہ کسی چڑیا کے بچے کا دل بھی میری وجہ سے نہ رکھے ہیں نے زندگی کیسی گذاری اس کا فیصلہ میرا جنازہ کرے گا اگر تم دیکھو کہ لوگ میری تعریف کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر دیکھو کہ میری برائی بیان کر رہے ہیں تو میرے لیے استغفار کرنا۔

آخری دنوں میں عیادت کے لیے میرا ہسپتال جانا ہوا، تو اتنی سخت تکلیف میں تھے کہ دیکھی نہ جاتی تھی اس کے باوجود یہ آیت مبارکہ بار بار پڑھتے تھے ''**ویحذمہ کو اللہ نفسہ واللہ روف بالعباد**'' یعنی اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اس لیے کہ اللہ بندوں پر مہربان ہے اور وصال کے دن تو صبح سے **واللہ روف بالعباد** ہی کا ورد رہا حتی کہ 24 فروری 2004ء بروز جمعرات کو یہ آیت مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے عصر کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ ہر آنکھ اشکبار تھی لوگ ایک دوسرے سے مل کر رو رہے تھے اور تسلیاں دے رہے تھے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 40 ہزار افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی جنازے کا منظر دیدنی تھا لوگ پروانہ وار فدا ہو رہے تھے اور ہر ایک خود کو استاذ جی کا وارث سمجھ رہا تھا۔

نماز جنازہ حضرات اقدس مولانا مفتی محمد طاہر سلیم مدظلہم نے پڑھائی۔ اور تدفین کے بعد ان الفاظ میں دعا کروائی کہ یا اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس انسان کو ہمیشہ بڑے دلنشین انداز میں تیری بڑائی بیان کرتے ہوئے سنا اور یہ بڑے پیارے انداز میں قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے یا اللہ تو ان کی بال بال مغفرت فرما۔ حضرت نے اپنے پسماندگان میں 3 بیٹے اور چار بیٹیاں اور ہزاروں متعلقین چھوڑے حضرت کے انتقال سے صرف ان کی اولاد ہی یتیم نہیں ہوئی بلکہ ہم سب یتیم ہو گئے آپ کے وصال کے بعد یہ جملہ ہر ایک کی زبان پر تھا کہ ''استاذ جی کو سب سے زیادہ محبت مجھ سے تھی۔'' اللہ رب العزت استاذ جی جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا

ام محمد

نام ونسب:

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو سن 33 قبل نبوت میں پیدا ہوئیں۔

نکاح:

ان کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا، یہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نبوت ملی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسلام کی دعوت کا اعلانیہ اظہار فرمایا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے کہا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹیوں سے علیحدگی نہیں کرتے اس وقت تک میرا تمہارے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا حرام ہے۔ دونوں نے باپ کی بات مانتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

ہجرت:

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی کہ مکہ کے حالات پرسکون ہیں لیکن جب واپس مکہ پہنچیں تو حالات پہلے سے زیادہ خطرناک تھے اس لیے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس وقت تک انکی کوئی خبر نہ تھی کہ کہاں ہیں۔ بعد میں ایک عورت سے حالات معلوم ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا: ''ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیوی کو لے کر ہجرت کی ہے۔''

http://islamicurdubooks.net

آپ حبشہ میں کافی عرصہ تک مقیم رہیں۔ حبشہ کے قیام کے دوران خبر ملی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی تھیں مکہ آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

اولاد:

حبشہ میں ان کے ہاں ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔ اسی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ لڑکا سن 4 ہجری میں فوت ہوا اس کی علاوہ کوئی اور اولاد نہ تھی۔

وفات:

سن 2 ہجری میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوہ بدر کی تیاری فرما رہے تھے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا سخت بیمار تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا۔ زید رضی اللہ عنہ نے جس دن آ کر مدینہ میں فتح کی خبر سنائی اس دن حضرت رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو نہایت غمگین ہو کر قبر پر تشریف لائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ان کی قبر پر بیٹھی رو رہی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے آنسو صاف کر رہے تھے۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا

﴿ہدایات برائے مضمون نگار﴾

مضمون >>> صاف ستھرا، خوش خط اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں۔

مضمون>>> معاشرتی برائیاں وجود میں آنے کے اسباب اور تدارک کو مدنظر رکھ کر لکھیں۔

مضمون >>> مثبت پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر لکھیں۔

مضمون >>> بروقت روانہ فرمائیں۔

http://pasbanehaqbooks.net

anDDr\Final+Complete\Bannat_Aprail_2011\Picture\Add_onep not found.

http://islamicurdubooks.net

انجام گستاخاں

عبدالصمد، بدین

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام:

سرزمینِ عرب کی تلخ فضاؤں میں فاران کی چوٹی پر جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو پہلا وہ شخص جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے لیے کھڑا ہوا وہ ''ابولہب'' تھا رب لم یزل نے اس کی تذلیل کے لیے ایک مکمل سورت نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَـا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ ط حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o

اور پھر ارض وسماء نے اس بد بخت کا عبرتناک انجام دیکھا۔

گستاخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انجام:

اروی بنت اویس نامی ایک مکار عورت نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ انہوں نے اس کی زمین غصب کی ہے اس پر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بددعا کی کہ الٰہی اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں پھوڑ دے اور اس کو اسی زمین میں موت دے۔ تاریخ گواہ ہے کہ پھر یہ عورت اندھی ہوئی اور دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلا کرتی تھی اور اسی زمین میں ایک کنویں میں گر کر مر گئی۔

(ملخص از مشکوۃ، ۵۴۶)

امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کا انجام:

مسلک غیر مقلدیت مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی کے درس

بخاری میں ایک طالبعلم نے کہہ دیا: ''نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ کو فقط پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں۔'' مولانا عبدالجبار غزنوی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اس کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور کہا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہ ہوگا ابھی اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا۔

(ملخص سوانح مولانا داؤد غزنوی ص ۳۸۴)

امام الاولیا خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کا انجام:

سلطان قطب الدین مبارک خلجی خواجہ سے بعض بے بنیاد شبہات کی وجہ سے بدظن تھا آپ رحمہ اللہ کو کھلم کھلا برا بھلا کہتا اور ایذا رسانی کی مساعی میں رہتا اس وقت شاہی دربار کی رسم ہوا کرتی تھی کہ نئے چاند کی مبارک باد دینے تمام ائمہ ومشائخ شاہی دربار میں آیا کرتے تھے لیکن خواجہ صاحب اپنے نمائندہ کو بھیجا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تیش میں آکر حکم دیا کہ ''اگر آئندہ ماہ بھی خواجہ صاحب خود نہ آئے تو پھر ہم خود بلوالیں گے جیسے ہم بلوایا کرتے ہیں۔'' خواجہ صاحب کو جب اس کی اطلاع ملی تو سنی ان سنی کر دی۔

ایک ولی خدا کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے والے اس گستاخ کا انجام عالم دنیا نے دیکھا کہ جس رات نیا چاند دکھائی دینا تھا اسی رات بادشاہ کے محبوب غلام نے اس کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔

(ملخص از سلاطین دھلی کے مذہبی رجحانات)

آج وہ لوگ جنہوں نے خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے اصحاب یا آل یا امام اعظم یا دیگر اولیاء اللہ اکابرین علماء کی گستاخی کو اپنا شعار بنا لیا وہ اپنے انجام کو مدنظر رکھتے ہوئے گستاخیوں سے تائب ہوں اور علماء حق اہل السنّت والجماعت سے وابستہ ہو جائیں

امین بجاہ النبی الذی حی فی قبر و سامع بصلا تناعند القبر

وہ کیسے تھے؟

بنت بشیر احمد، لاہور

مجھے ان سے محبت ہے۔ ان کے نام سے محبت ہے۔ بچپن سے میں اس نام سے محبت کرتی ہوں ان کا نام سن کر میں دنیا کے ہر شخص کا نام بھول جاتی۔ ہر غم کو بھول کر میں انہیں اور ان کے اخلاق کو یاد کرتی۔ میں اکثر اپنے بڑوں سے پوچھتی تھی کہ ''وہ کیسے تھے؟'' میں نے ان کو چاند میں تلاش کیا مگر وہ نظر نہ آئے۔ میں نے سنا کہ ان کا چہرہ آفتاب سے زیادہ روشن تھا، ان کی زلفیں رات کی کالی گھٹا سے بھی زیادہ چمکدار تھیں، ان کی آواز میں انتہاء سے زیادہ کشش تھی۔ میں اپنے اللہ سے دعائیں مانگتی کہ میں اس نام کے متعلق جاننا چاہتی ہوں۔ جس نام کو لیتے ہی میرے دل میں سکون چھا جاتا ہے۔

ایک روز میں نے ڈرتے ڈرتے اپنی ماں سے سوال کر ڈالا کہ ''ماں! یہ نام کن کا ہے؟ وہ کیسے تھے؟'' میرے ماں نے مجھے سینے سے لگاتے ہوئے کہا ''بیٹا! یہ اللہ کے محبوب ہیں جن کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔'' وہ تو میں جانتی ہوں ماں جی! مگر.....ان کا چہرہ کیسا تھا؟؟ بیٹا! ان کی تعریف تو ناختم ہونے والی ہے چلو میں تمہیں ان کے حسن و جمال کے متعلق بتاتی ہوں۔

ان کا چہرہ کیسا تھا؟ صحابی رسول جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں رات کے وقت مسجد نبوی میں داخل ہوا میرے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے سر کے اوپر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ میں تھوڑی دیر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا پھر چاند کو دیکھتا۔ بالآخر میرے دل نے فیصلہ دیا اور کہا **فاذا ھو احسن عندی من القمر** کہ چاند سے زیادہ میرے آقا حسین ہیں۔'' بیٹا! کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پہ چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے

ماں جی نے کہا بیٹا! پھر انہیں صحابی سے کسی نے پوچھا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا چمکیلا تھا وہ فورا کہنے لگے: **لا بل کان مثل الشمس و القمر** نہیں نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تو آفتاب و ماہتاب کی مانند تھا۔

ماں جی بتایئے! کہ میرے آقا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ بیٹا! محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم تھے ان کا نام انس رضی اللہ عنہ ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازھر اللون کان عرقہ کاللؤلو** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید تھا۔ پسینے کا قطرہ ایسے نظر آتا تھا جیسا کہ موتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں سرخی وسفیدی کا حسین امتزاج ہے آنکھیں مبارک بڑی ہی پرکشش ہیں بال سیدھے مگر ہلکے سے گھنگھریالے، ریش مبارک گھنی ہے دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے آپ کی گردن مبارک جیسے چاندی کی چھاگل، ہتھیلی اور قدم پر گوشت جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو مکمل طور پر اس کی طرف رخ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر پسینہ کے قطرے موتی کی مانند چمکتے ہیں۔ نہ آپ پستہ قد تھے نہ دراز قامت۔ آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ جو آشنا ہو کر رہتا وہ محبت کرنے لگتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بات کرنے کا طرز سب سے نرالا اور ایفائے عہد میں پکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت سب سے نرم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن سب سے اچھا تھا۔ میں نے آپ سا نہ کسی کو پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار نہایت پیارے شفاف ہموار اور نرم تھے۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی، ابرو خم دار باریک اور گنجان تھے دونوں ابرو جدا جدا تھے دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

ماں جی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئیں میں نے تڑپ کر کہا ماں جی اور بتائیں نا! وہ کیسے تھے؟ ان کی آنکھیں مبارک کیسی تھیں؟ ماں نے پھر بتانا شروع کر دیا کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی

آنکھیں مبارک بڑی اور خوش رنگ تھیں جن کی پتلی نہایت سیاہ اور جن کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے پلکیں دراز تھیں آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی۔ میں نے پھر سوال کیا: ''امی جان! ان کے دندان مبارک کیسے تھے اور.....اور.....اور ان کی ناک مبارک کیسی تھی ان کی گردن مبارک کیسی تھی؟'' امی جان نے مسکراتے ہوئے میرے طرف دیکھا اور فرمانے لگی: ''آپ کا منہ مبارک مناسب انداز کے ساتھ فراخ تھا، دندان مبارک باریک چمکدار تھے سامنے کے دانتوں میں تھوڑا سا فاصلہ بھی تھا جس سے بولتے اور مسکرانے کے وقت ایک نور نکلتا تھا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک پر ایک چمک اور نور تھا جس کی وجہ سے ناک مبارک بلند معلوم ہوتی تھی۔

بیٹا اور سنو! ان کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان تھی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو اور ہی زینت دے دی تھی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ایسی پتلی اور خوبصورت تھی صفائی اور چمک میں چاندی جیسی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ نبیوں کے ختم کرنے والے تھے۔

اچھا بیٹا! اٹھو اب سو جاؤ! کافی دیر ہوگئی ہے۔ آپ نے اسکول بھی جانا ہے ایک بات یاد رکھنا میری بیٹی کہ آپ اپنے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ رکھتی ہیں تو ان کی سنتوں پر عمل کرنا ہوگا ان کے احکام دین کو پڑھ کر آگے پہنچانا ہوگا۔

کروگی نا ان کی سنتوں پر عمل! اور ان کے علم دین کو اور احادیث کو پڑھ کر آگے بیان کروگی نا؟؟؟ جی امی میں وعدہ کرتی ہوں اپنے اللہ سے اور آپ سے کہ میں آپ کی سنتوں پر عمل ضرور کروں گی اور احکام دین پڑھ کر آگے پہنچاؤں گی ان شاء اللہ۔ امی جان نے میرے منہ کو چوما اور دعا دیتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں امی جان کے جانے کے بعد میں نے وضو کیا اور اپنے رب کے آگے سر بسجدہ ہوگئی ان کے احسانات کو دیکھ کر اور اپنی خطاؤں کو دیکھ کر رونے لگی پھر اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے اپنے محبوب کی سنتوں پر عمل کرنے والا بنا دے۔ اک امید کو دل میں لیے آنکھوں کو موند لیا کہ سرور کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ہو پھر نجانے کب آنکھ لگ گئی۔

میاں بیوی کے جھگڑے

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی

میاں بیوی کا تعلق گھر کی بنیاد ہے:

ہمارے گھروں سے، ماحول اور معاشرے سے یہ لڑائی جھگڑے کیسے ختم ہوں، اس پر کئی دنوں سے بات چل رہی ہے۔ ان لڑائی جھگڑوں میں ایک بڑا رول میاں بیوی کی لڑائی جھگڑوں کا ہوتا ہے میاں بیوی دنوں مل کر ایک گھر بناتے ہیں، اگر ان کے آپس کے درمیان بھی لڑائی جھگڑے شروع ہو جائیں تو گویا یہ گھر کے بے آباد ہونے کی نشانی ہوتی ہے میاں بیوی کا تعلق کوئی کچا دھاگہ نہیں ہے ایک گہرا رشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

واخذن منکم میثاقا غلیظا

اور انہوں نے تم سے پکا عہد لیا ہے۔

اس لیے قرآن مجید نے بیوی کو ساتھی کہا ہے یہ زندگی بھر کا ساتھ ہوتا ہے میاں اور بیوی دونوں کو سمجھداری سے کام لینا چاہیے اور محبت اور پیار کی زندگی گزار کر شیطان کو اس میں دخل اندازی کا موقع ہی نہیں دینا چاہیے۔ اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتے ہیں، دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں۔ یہ ذمہ داری خاوند کی بھی ہوتی ہے اور بیوی کی بھی ہوتی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے کام لیں۔

یہ اصول یاد رکھیں جہاں محبت موٹی ہوتی ہے وہاں عیب پتلے ہوتے ہیں اور جہاں محبت پتلی ہوتی ہے وہاں عیب موٹے ہوتے ہیں اس لیے شریعت نے نکاح کے بعد محبت کو اجر و ثواب کا ذریعہ بتایا ہے۔ چنانچہ میاں بیوی آپس میں جتنی محبت کریں گے جتنا پیار کریں گے اتنا ہی اللہ رب العزت ان سے راضی ہوں گے، ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

''جب بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے تو

اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

شادی کا مقصد:

ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون. (روم:۲۱)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لیے جوڑا بنایا، تاکہ تم ان سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان مودت ورحمت رکھ دی، بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

تو معلوم ہوا کہ شادی کا مقصد یہ ہے کہ سکون حاصل ہو اور جہاں آپ دیکھیں کہ میاں بیوی کی زندگی میں سکون نہیں ہر وقت کا جھگڑا اور چخ چخ ہے ہر وقت جل کٹی باتیں ایک دوسرے کو کرتے رہتے ہیں بحث مباحثہ میں الجھے رہتے ہیں سمجھ لیں کہ کہیں نہ کہیں دال میں کالا ہے بیوی کی طرف سے کوتاہی ہے یا میاں کی طرف سے کوتاہی ہے اور عام طور پر ہمارا تجربہ یہی ہے کہ دونوں طرف سے کوتاہی ہوتی ہے۔

آج کا موضوع:

اس سلسلے میں آج ہم بیوی کی سائیڈ کا تذکرہ کریں گے کہ کون سی غلطیاں اور کوتاہیاں وہ کرتی ہے جس کی وجہ سے گھر برباد ہوسکتی ہے ان شاء اللہ کل خاوند کے بارے میں تذکرہ کریں گے۔

ایک اصولی بات یاد رکھیں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں شادی کا مقصد بتایا **لتسکنوا الیها** تاکہ تم اپنی بیوی سے سکون پاؤ۔ جو بھی اپنے خاوند کے لیے سکون کا سبب بنے گی وہ اپنے گھر میں ہنسی خوشی زندگی گزارے گی اس لیے کہ گھر بسانا عورت کے اختیار میں ہوتا ہے۔ ہمارے بڑے کہا کرتے تھے کہ مرد اگر کسّی لے کر گھر کو گرانا چاہے تو وہ نہیں گرا سکتا عورت سوئی لے کر گھر کو گرانے لگے تو مرد سے پہلے گرا لیا کرتی ہے۔ اس لیے عورت کو گھر والی کہا جاتا ہے گھر

کا بسانا عورت کے اوپر منحصر ہے۔

خاوند سے محبت کا رشتہ مضبوط کریں!

یاد رکھیے خوبصورت تعلیم یافتہ اور مالدار بیوی کو بھی خاوند کے دل کی ملکہ بننے کے لیے سمجھ داری سے کام کرنا پڑتا ہے لہذا زندگی کے اس سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا رشتہ مضبوط کریں! بیوی کو چاہیے کہ وہ خاوند کو یقین دہانی کروائے۔ صرف محبت کا اظہار ضروری نہیں، اس کو محسوس بھی کروائیں کہ واقعی بیوی مجھ سے محبت کرتی ہے۔ خاوند کے سامنے سرد مہری دکھانا جھگڑے کی بنیاد ہوتا ہے۔ شیطان بھی کتنا مکار ہے کہ جب بیوی خاوند کے پاس ہوتی ہے تو اس پر عجیب شرم وحیا طاری کر دیتا ہے اور جب محفل میں بیٹھی ہوتا ہے تو پھر ان کے سامنے کھل کھلا کر ہنس رہی ہوتی ہے۔ تو یہ ذہن میں رکھیں کہ شریعت نے جہاں محبت کے اظہار کرنے کے لیے کہا وہاں محبت کا اظہار کرنا بھی ثواب ہوتا ہے۔

کئی جگہوں پر ہم نے جھگڑوں کی بنیاد ہی یہ دیکھی۔ خاوند پیار بھی کرتا ہے اور محبت کا اظہار بھی کرتا ہے اور بیوی اپنے اندر دل دل میں خوش بھی ہے لیکن اظہار ایسے کرتی ہے کہ جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ اظہار ایسے کرتی ہے کہ جیسے مجھے اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ یہ اتنا بڑا بلنڈر رہے کہ اس سے بڑا بلنڈر عورت اپنی زندگی میں نہیں کر سکتی، محبت کا جواب ہمیشہ محبت سے دینا چاہیے۔ جب خاوند چاہتا ہے کہ بیوی محبت کا اظہار کرے تو بیوی کے لیے تو یہ سنہری موقع ہے۔ ایسی بات کہے، الفاظ سے کہے کہ خاوند کا دل باغ باغ ہو جائے۔

آپ ذرا سوچیے! کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی سے اپنی محبت کا برملا اظہار فرماتی تھیں چنانچہ بات چیت کے دوران ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ آپ مجھے مکھن اور کھجور کو ملا کر کھانے سے بھی زیادہ مرغوب ہو۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں اور فوراً جواب میں کہا:

اے اللہ کے پیارے حبیب آپ مجھے مکھن اور شہد کو ملا کر کھانے سے بھی زیادہ مرغوب

ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے اور فرمایا: عائشہ تیرا جواب بہت بہتر ہے۔ اب دیکھئے خاوند نے جو بات کہی بیوی نے ایک قدم آگے بڑھ کر بات کی۔ خاوند سے محبت کا اظہار نہیں کریں گی تو کس کے ساتھ کریں گی؟

انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو محبت اظہار چاہتی ہے۔ یاد رکھیے عشق اور مشک چھپے نہیں رہ سکتے ہمیشہ اظہار مانگتے ہیں جہاں بھی ہوں گے یہ اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہیں گے اسی طرح بیوی جب خاوند سے محبت کرتی ہے تو یہ سوچنا کہ اگر میں محبت کا اظہار کردوں گی تو خاوند کی نظر میں گر جاؤں گی یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک بندہ اپنے قول سے اور فعل سے محبت کا اظہار کر رہا ہو اور دوسرے بندے کی نظر میں اس کی قدر کم ہو رہی ہو؟ ہاں جب خاوند چاہتا ہے کہ بیوی محبت کا اظہار کرے اور بیوی ایسے بن کر رہے کہ جیسے وہ تو بالکل ٹھنڈے برف والے دل کی مانند ہے۔ یہ عورت اپنا گھر برباد کرنے کی خود کوشش کر رہی ہے۔

افسوس ناک واقعہ:

چنانچہ مشہور واقعہ ہے ایک غریب کے گھر کی لڑکی تھی ایک نیک امیر گھرانے کے بچے نے اس کی طرف شادی کی آفر بھیجی، شادی ہوگئی۔ ماں باپ بھی خوش تھے کہ بچی کی شادی اچھی جگہ ہوگئی ہے اس کے بھائیوں کے لیے بھی کوئی روزگار کی صورت نکل آئے گی اور بچی خود بھی خوش رہے گی۔ جب یہ گھر پہنچی تو خاوند نے اس کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا۔ یہ اس محبت کو دیکھ کر نخرے میں آ گئی۔ خاوند جتنا زیادہ محبت کا اظہار کرتا یہ اتنا اس کی طرف سے سرد مہری کا ثبوت دیتی۔ خاوند بہت زیادہ اس کی دل جوئی کرتا، صبح شام اس کی رٹ لگی تھی تم میرے گھر کی ملکہ ہو، تم نے میرے گھر کو جنت بنا دیا، میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی اچھی خوبصورت بیوی مجھے مل جائے گی۔

یہ جتنا زیادہ اپنی تعریفیں سنتی اتنی زیادہ نخرے ہیں آتی۔ خیر کچھ دن گزرے ایک دن یہ

روتی دھوتی اپنے گھر واپس آئی خاوند اس کو میکے چھوڑ کر چلا گیا۔ ماں نے پوچھا بیٹی کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ خاوند بہت زیادہ محبت کے موڈ میں تھا مجھے پیار کر رہا تھا چاہتا تھا کہ میں اس کے ساتھ محبت کا اظہار کروں اور میں ایسے گم صم تھی کہ جیسے مجھ پر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔

بالآخر تنگ آ کر اس نے مجھے سے پوچھا کہ میں اس قدر تم سے محبت کرتا ہوں کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ کہنے لگی کہ پتہ نہیں کہ کیا میرے دماغ پر پردہ پڑا کہ میں نے اس وقت نخرے میں آ کر کہہ دیا کہ نہیں مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ بس یہ لفظ کہنے تھے کہ خاوند غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا کہ جب تمہیں مجھے سے محبت ہی نہیں تو جاؤ جہاں محبت ہو وہیں زندگی گزارنا میری طرف سے تمہیں تین طلاق ہے اب جب شادی کے ایک مہینے بعد اس کو طلاق ہو گئی اور ھر ماں باپ کے گھر میں اس کو رہنا پڑا تب اس کی آنکھیں کھلیں۔

لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی:

پھر اس کے بعد اس کی دوسری شادی نہ ہو سکی۔ اس لیے کہ جب اچھے رشتے تھے وہ کنواری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے تھے اور اس کے نام پر تو شادی کا دھبہ لگ چکا تھا۔ اور جو رشتے آتے تھے وہ بہت بوڑھے شادی شدہ لوگوں کے آتے تھے ان سے شادی کرتے ہوئے یہ گھبراتی تھی۔ تو اس نوجوان، خوبصورت لڑکی کی زندگی روتے دھوتے ہی گزر گئی۔

تو دیکھیں! یہ کتنی بڑی بے وقوفی ہے وہ زندگی کا ساتھی ہے وہ اپنے دل کے سکون کے لیے دل کے اطمینان کے لیے اگر یہ چاہتا ہے کہ میں اس بیوی سے اتنی محبت کرتا ہوں تو یہ بھی مجھ سے محبت کرے، تو بیوی کو اس کا اظہار کرنا چاہیے، کہنا چاہئے کہ ہاں آپ ہی سے تو محبت ہے، آپ ہی تو میری زندگی کے ساتھی ہیں، میری چاہتیں میری محبتیں ساری آپ ہی کے لیے ہیں، آپ نے ہی میرے لیے دنیا کو جنت بنا دیا ہے میری تو خوشیاں ہی آپ کے ساتھ وابستہ ہیں ایسے الفاظ کہنے میں کیا رکاوٹ ہوتی ہے؟ سوائے اس کے کہ نفس کی شرارت ہوتی ہے یا شیطان بدتمیز اس کے پیچھے پریشان کرنے کے تلا ہوا ہوتا ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

http://islamicurdubooks.net

گناہ کیجئے مگر.....

بنت انور؛ جامعہ خدیجۃ الکبری، چنیوٹ

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی۔ عالیجاہ! مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوتے ہیں آپ مجھے گناہوں کا علاج تجویز فرمائیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب گناہ کرنے کا پکا ارادہ ہو جائے تو اللہ کا رزق کھانا چھوڑ دو۔'' اس شخص نے حیرت سے عرض کیا: ''حضرت! آپ کیسی نصیحت فرما رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ رازق وہی ہے تو میں اس کا رزق چھوڑ کر بھلا کس کی کھاؤں گا!!! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھ! کتنی بری بات ہے کہ جس اللہ کی روزی کھاؤ اس کی نافرمانی بھی کرتے رہو۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری نصیحت فرمائی: ''جب بھی گناہ کا ارادہ ہو جائے تو اللہ کے ملک سے باہر نکل جاؤ! اس نے عرض کی حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ تمام مشرق، مغرب، شمال، جنوب دائیں بائیں، اوپر نیچے الغرض جدھر جاؤں ادھر ہی اللہ کا ملک پاؤں گا اللہ کے ملک سے باہر نکلنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو! یہ کتنی بری بات ہے کہ اللہ کے ملک میں بھی رہو اور پھر اس کی نافرمانی بھی کرو۔'' پھر تیسری نصیحت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمائی: ''جب پختہ ارادہ ہو جائے کہ بس گناہ کر ہی ڈالنا ہے تو کر لو۔ لیکن اپنے آپ کو اتنا چھپا لو کہ اللہ دیکھ نہ سکے۔'' اس نے حیرت سے عرض کیا: ''حضور! یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ مجھے دیکھ نہ سکے وہ تو دلوں کے احوال سے بھی باخبر ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو کتنی بری بات ہے جب تم اللہ کو سمیع و بصیر بھی تسلیم کرتے اور یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ رہے ہو کہ اللہ ہر لمحے مجھے دیکھ رہا ہے مگر پھر بھی گناہ کئے جا رہے ہو!!!''

چوتھی نصیحت یہ ارشاد فرمائی: ''جب ملک الموت سیدنا عزرائیل تمہاری روح قبض کرنے کے لیے تشریف لائیں تو ان سے کہہ دینا کہ تھوڑی سی مہلت دے دیجئے کہ میں توبہ کر لوں۔'' اس شخص نے عرض کی: ''حضور! یہ میں نے سنا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور مجھ ایک لمحہ بھی مہلت

نہیں مل سکے گی فوراً میری روح قبض کر لی جائے گی۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب تم یہ جانتے ہو کہ میں بے اختیار ہوں اور توبہ کی مہلت حاصل نہیں کر سکتا تو فی الحال جو وقت تمہارے پاس ہے اسی کو غنیمت جانتے ہوئے ملک الموت سیدنا عزرائیل کی تشریف آوری سے پہلے پہلے توبہ کیوں نہیں کر لیتے!!!

پھر آپ نے پانچویں نصیحت یہ فرمائی: ''جب تمہاری موت واقع ہو جائے اور قبر میں منکر نکیر تشریف لے آئیں تو ان کو قبر سے ہٹا دینا۔'' اس نے عرض کی: ''عالیجاہ! یہ کیا فرما رہے ہیں؟ میں انہیں کیسے ہٹا سکوں گا؟ مجھ میں اتنی ہمت کہاں؟؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم منکر نکیر کو ہٹا نہیں سکتے تو ان کے سوالات کے جوابات دینے کی تیاری ابھی سے کیوں شروع نہیں کرتے!!!

چھٹی اور آخری نصیحت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر قیامت کے دن تمہیں جہنم کا حکم سنایا جائے تو کہہ دینا کہ میں نہیں جاتا۔'' اس نے عرض کی: ''حضور! وہاں تو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جب تمہارا یہ حال ہے کہ:

تم اللہ تعالیٰ کی روزی کھانے سے بھی باز نہیں آ سکتے

اس کے ملک سے باہر بھی نہیں نکل سکتے

اس سے نظر بھی نہیں بچ سکتے

منکر نکیر کو نہیں ہٹا سکتے اور جہنم کے عذاب کا اگر حکم ہو جائے تو اسے بھی نہیں ٹال سکتے

تو.....تو پھر گناہ کرنا ہی چھوڑ دو تا کہ ان تمام مصائب سے محفوظ رہ سکو۔ اس شخص نے سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے تجویز کردہ گناہوں کے علاج میں ان چھ نصیحتوں نے بہت اثر کیا وہ زار و قطار رونے لگا اور اسی وقت اس نے اپنے تمام گناہوں سے سچی توبہ کر لی اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہا۔ توفیق تو بہ آسمان سے اترتی ہے آج کوئی گناہ کرے پھر اسے موت تک توفیق ہی نہ ملے تو پھر کیا کرو گے۔ بعض لوگوں نے خوب گناہ کر کے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی میں گزارا تو پھر ان سے توبہ کی توفیق کو چھین لیا گیا۔

https://islamicurdubooks.net

چند اہم اسلامی آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ

ادب 19:

اپنے والد محترم اور والدہ محترمہ کا پورا پورا ادب واحترام ملحوظ رکھیں، کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں آپ کے ادب کے زیادہ حق دار ہیں۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امک، ثم امک، ثم امک، ثم ابوک، ثم ادناک ادناک

یعنی تیری ماں، تیری ماں، تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر درجہ بدرجہ

(بخاری اور مسلم)

حضرت بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے ایک شخص کو دیکھا، وہ ایک شخص کے آگے آگے چل رہا ہے۔ آپ نے اس آگے چلنے والے سے پوچھا یہ تمہارے کیا لگتے ہیں؟ اس نے کہا یہ میرے والد ہیں اس پر آپ نے فرمایا: اس کے آگے مت چلو، اور جب تک وہ نہ بیٹھ جائے تم مت بیٹھو اور اس کا نام لے کر مت پکارو۔

(بخاری فی الادب المفرد، مصنف عبدالرزاق)

ابن وہب نے امام مالک بن انس کے شاگرد امام عبدالرحمٰن بن القاسم مصری جن کی پیدائش 132ھ میں اور وفات 191ھ میں ہوئی ہے، کے بارے میں حکایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے موطا امام مالک پڑھی جارہی تھی کہ فوراً کھڑے ہوگئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر وہ بیٹھ گئے۔ جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمانے لگے میری والدہ مکان کے اوپر سے نیچے اتری تھیں اور کچھ مانگ رہی تھیں اور وہ کھڑی رہیں تو میں ان کے قیام کی وجہ سے کھڑا رہا پھر وہ

اوپر چلی گئیں تو میں بیٹھ گیا۔

جلیل القدر تابعی طاؤس بن کیسان فرماتے ہیں کہ سنت میں سے یہ بھی ہے کہ چار قسم کے لوگوں کا احترام کیا جائے: عالم کا، بڑی عمر والے کا، حاکم کا اور والد کا اور یہ گنوار پنا ہے کہ انسان اپنے والد کو اس کے نام سے پکارے۔

ادب 20:

امام حافظ ابن عبدالبر اپنی کتاب (الکافی) فی فقہ السادۃ المالکیۃ میں فرماتے ہیں:

والدین کے ساتھ احسان کرنا لازمی فرض ہے اور یہ آسان کام ہے جس کے لیے اللہ آسان کردے۔ اوران کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ اولاد ان کے سامنے تسلیم خم کرے، گفتگو نرم کرے اوران کی طرف محبت واحترام کی نگاہ سے دیکھے۔ ان کے ساتھ گفتگو کے وقت اپنی آواز بلند نہ کرے مگر اس صورت میں کہ ان کو سنانا مقصود ہو، اور جو نعمت اللہ نے انہیں دی ہے اسے ان کے ہاتھوں میں پھیلا دے، اور کھانے پینے کی چیزوں میں ان کے بالمقابل اپنے آپ کو ترجیح نہ دے اور جب والد کے ساتھ چلے تو اس کے آگے نہ چلے اور مجلس میں اس سے پہلے گفتگو نہ کرے جب کہ وہ جانتا ہو کہ والد اس کا زیادہ حق دار ہے اور جتنا ممکن ہو ان کی ناراضگی سے بچے، اوران کے خوش کرنے میں اپنی طاقت خرچ کردے۔

والدین کو خوش رکھنا نیکی اور افضل اعمال میں سے ہے۔ جب وہ اسے پکاریں تو فوراً جواب دے، چاہے دونوں پکاریں یا کوئی ایک۔ اگر وہ نفلی نماز میں ہو تو نماز مختصر کرکے اس سے فارغ ہوکر فوراً ان کا جواب دے۔

اسی طرح والدین پر بھی یہ حق ہے کہ اولاد سے نرمی کا برتاؤ کریں اپنے ساتھ نیکی کرنے پر اس کی مدد کریں اوراس کے ساتھ نہایت رفق اوشفقت کا معاملہ کریں، کیونکہ اللہ کی مدد سے ہی انسان اطاعت اور فرائض بجالاتا ہے۔

ادب 21:

جب آپ اپنے والد یا کسی قابل احترام قریبی شخص یا اپنے برابر کے یا کم درجہ کے دوست کے استقبال کے لیے گھر سے باہر نکلیں یا آپ خود سفر سے آرہے ہوں تو اپنی صفائی اور ظاہری وضع قطع کا خیال رکھیں، اگر وہ آپ سے کم ہے تو اپنی ظاہری ہیئت کو اس طرح بنائیں جو آپ کے مناسب ہو۔ اور اگر آپ سے اونچا ہو تو اپنی ہیئت ایسی بنائیں جو اس کے مناسب ہے اس لیے کہ آنکھ خوبصورت اچھی ہیئت، صاف ستھری اور باوقار صورت کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ اور ظاہری ہیئت میں کوتاہی سے بچو، کیونکہ اس سے ملاقات کی خوشی اور لذت میں کمی آتی ہے اور آنکھ کو محبوب اور محترم کو دیکھنے کا حق ہے اسے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔

انہی آداب کی طرف رسول معظم اور نبی امی صلوات اللہ وسلامہ علیہ اپنے اس قول اور ارشاد میں راہنمائی فرماتے ہیں:

انکم قادمون علی اخوانکم فاحسنوا لباسکم واصلحوا رحالکم ومظهر دوابکم ومراکبکم حتی تکونو کانکم شامة فی الناس فان الله لایحب الفحش والتفحش

(ابوداؤد، حاکم مسند امام احمد)

ترجمہ: تم عنقریب اپنے بھائیوں سے ملنے والے ہو، لہذا اچھے لباس پہن لو، اپنی سواریوں کو درست کرلو، یعنی ان کا ظاہری منظر تاکہ تم لوگوں میں ممتاز نظر آؤ اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا برے عمل اور فحش گوئی کو۔

اگر ممکن ہو تو اپنے ساتھ کوئی تحفہ وغیرہ ضرور رکھ لیں، جو آپ اپنے میزبان یا اپنے مہمان کو پیش کرسکیں، تاکہ یہ ان کے تحفہ کا بدلہ ہو جائے تو آپ ایسا ضرور کرلیں کیونکہ آنکھ ملاقات میں اچھے منظر کا انتظار کرتی ہے اور توقع رکھتی ہے کہ ایسی ملاقات میں نفس کو ظاہری اور باطنی خوشی حاصل ہو اور تحفہ محبت پیدا کرتا ہے اسی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تھا دوا تحابوا

ترجمہ: ایک دوسرے کو ہدیہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔

سلف صالحین کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ جب وہ کسی کو ملنے جاتے تو اپنے ساتھ تحفہ لے کر جاتے اگرچہ وہ پیلو کی مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

ادب 22:

جب آپ کے ہاں کوئی مہمان آئے تو آپ کو اس کی مہمانی کے آداب معلوم ہونے چاہیں اور اس کے اکرام کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ آپ اس کے کھانے پینے میں مبالغہ کریں کیونکہ ان امور میں اعتدال سنت ہے اور بغیر اسراف کے اکرام مطلوب ہے۔ میرا مقصد اس سے یہ ہے کہ آپ اس کے بیٹھنے، آرام کرنے اور سونے کا اچھا بندوبست کریں اور گھر میں اسے قبلہ کی سمت اور رخ بتائیں اور اسے وضو اور طہارت کی جگہ بتلائیں اور اس جیسی دوسری ضروریات کا خیال رکھیں۔

جب آپ اپنے مہمان کو وضو کے بعد یا کھانے کے بعد یا ہاتھ دھونے کے بعد تولیہ پیش کریں تو وہ صاف ستھرا ہونا چاہیے وہ آپ کے یا آپ کے گھر والوں کے استعمال والا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح اگر ممکن ہو تو آپ اس کے سامنے خوشبو بھی پیش کریں تاکہ وہ خوشبو لگائے اسی طرح آئینہ بھی پیش کریں تاکہ وہ اپنے آپ کو سنوار سکے ایسے ہی غسل خانہ اور بیت الخلاء میں استعمال ہونے والی اشیاء صاف ستھری ہونی چاہیں اور غسل خانہ سے ایسی تمام ایسی چیزیں اٹھا دیں جن پر مہمان اور اجنبی شخص کی نگاہ پڑنا مناسب نہیں۔

نیند اور آرام کے وقت مہمان کی راحت کا خیال رکھیں، بچوں کی چیخ و پکار اور گھر کے شور وغل سے اسے بچائیں۔ مہمان کی نگاہ سے مستورات کے کپڑے اور ان سے متعلق جو چیزیں ہیں انہیں دور رکھیں، کیونکہ یہ وقار کا حصہ ہے اور یہ آپ کے اور مہمان کے لیے عزت کا باعث ہے۔

آپ خود بھی مہمان کے سامنے اچھی ہیئت میں آئیں اگرچہ اس میں تکلف نہ ہو۔ نہایت ذوق اور احترام سے اس کی خدمت کریں اور اچھی دوستی اور محبت کی وجہ سے اس میں سستی

اور وقار کے خلاف وضع قطع اختیار نہ کریں ہمارے سلف صالحین جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو اپنے ظاہر کا بہتر اہتمام کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

جب آپ خود کسی دوسرے یا رشتہ دار کے ہاں مہمان ہوں تو کوشش کریں کہ اس پر آپ بار نہ بنیں اس کے مشاغل اور کام کے اوقات کا خیال رکھیں، اور مہمانی کے وقت کو جتنا ممکن ہو، مختصر رکھیں، کیونکہ ہر شخص کے تعلقات فرائض اور مختلف ظاہری اور مخفی ذمہ داریاں ہوتی ہیں لہذا اپنے میزبان کے ساتھ نرم برتاؤ کیجئے اور اس کے اپنے امور، اعمال اور فرائض کے ادا کرنے میں اس کے معاون بن جائیے۔

جب آپ میزبان کے گھر میں ہوں تو اپنی نگاہ کو تتبع اور تلاش میں آزاد نہ چھوڑیں خصوصاً جب آپ کو کسی دوسرے کمرے میں بلایا جائے جو مہمان کے لیے خاص نہیں لہذا اپنی نگاہ کو نیچا رکھیں، کیونکہ ممکن ہے وہاں کوئی ایسی چیز ہو جس کا دیکھنا آپ کے لیے نامناسب ہو، نیز غیر متعلقہ سوالات سے بھی بچیں۔

ادب 23:

آپ کے مسلمان بھائی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ بیمار ہو جائے تو آپ اس کی تیمارداری کریں اس سے اسلامی اخوت اور شجر مراسم کی سیرابی ہوتی ہے اور اس میں بہت زیادہ اجر وثواب بھی ہے جس میں نیکیوں کا حریص کبھی کوتاہی نہیں کرتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم يزل فی خرفة الجنة حتی يرجع قيل يا رسول الله وما خرفة الجنة قال جناها.

یعنی ایک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرتا ہے تو وہ برابر جنت کی خوشوں میں رہتا ہے جب تک کہ واپس نہ لوٹے آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے خوشوں کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پھل۔

http://islamicurdubooks.net

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من عاد مریضا لم یزل یخوض فی الرحمة حتی یجلس فاذاجلس اغتمس فیها. (رواہ احمد وابن ماجہ)

یعنی ایک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرتا ہے تو وہ برابر اللہ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔

ادب 24:

جب آپ کسی بیمار کی تیمارداری کریں تو یہ نہ بھولیں کہ تیمارداری کے بھی کچھ آداب ہیں جو کہ تیمارداری کرنے والے سے مطلوب ہیں تاکہ یہ تیمارداری مریض کے لیے نشاط کا ذریعہ بنے اور اس کی ہمت کو بڑھائے اور اس کی تکالیف کو ہلکا کرنے میں مددگار ہو۔ اور یہ اس اجر وثواب کے علاوہ ہے جو اسے صبر کرنے اور اجر کی نیت پر ملتا ہے۔

مریض کی تیمارداری کرنے والے کو چاہیے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرے کیونکہ مریض کے مرض سے بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جو زیادہ دیر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے مریض کی عیادت کی مثال جمعہ کے خطیب کے جلسہ کی سی ہے یعنی جس طرح وہ دو خطبوں کے درمیان مختصر اور ہلکا سا بیٹھتا ہے اسی طرح مریض کے پاس بھی مختصر وقت بیٹھنا چاہیے اس سلسلہ میں عربی کے چند اشعار ہیں۔

ادب العیادة ان تکون مسلما

وتکون فی اثر السلام مودعا

یعنی تیمارداری کے آداب میں سے ہے کہ مریض کو سلام کرو، اور سلام کے بعد اسے الوداع کہہ دو نیز کہا گیا ہے۔

حسن العیادة یوم بین یومین

واقدر قلیلا کمثل اللحظ بالعین

http://islamicurdubooks.net

لا تبسر من علیلا فی مسالة

یکفیک من ذاک تسأله بحرفین

یعنی تیمارداری ایک دن چھوڑ کر واور مریض کے پاس اتنا تھوڑا بیٹھو جیسے آنکھ کے جھپکنے کا وقت، اور مریض سے سوالات کر کے اسے پریشان مت کرو، پس دو حرفی سوال کافی ہے۔ یعنی تیمارداری کرے والا مریض سے کہے، آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔

حافظ ابن عبدالبر نے الفافی میں لکھا ہے: ''جو شخص کسی تندرست سے ملاقات کرے یا کسی بیمار کی تیمارداری کرے تو اسے چاہیے کہ جہاں وہ اسے بٹھائے وہاں بیٹھے کیونکہ یہ شخص اپنے گھر کے پردہ کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔'' بیمار کی عیادت سنت موکدہ ہے اور سب سے اچھی عیادت وہ ہے جو مختصر ہو، تیماردار کو چاہیے کہ بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے۔ الا یہ کہ وہ اس کا دوست ہو جو اس سے مانوس ہے اور اس کے بیٹھنے سے وہ خوش ہوتا ہو۔

/anDDr\Final+Complete\Bannat_Aprail_2011\Picture\add_hafp
not found.

http://islamicurdubooks.net

اس ماہ کا سبق

لباس اور زیور

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

لباس تن ڈھانکنے کی چیز ہے اور اس فائدہ کے علاوہ سردی گرمی کا بچاؤ بھی لباس سے ہوتا ہے۔ دین اسلام نے خوبصورت لباس پہننے کی اجازت دی ہے مگر اس حد تک اجازت جب کہ فضول خرچی نہ ہو اور اتراؤ اور دکھاوا مقصود نہ ہو اور غیر قوموں کا لباس نہ ہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ فضول خرچی اور خود پسندی (یعنی مزاج میں بڑائی نہ آوے) آج کل مسلمان عورتوں نے لباس پہننے کے بارے میں کئی خرابیاں پیدا کر لی ہیں ہم ان پر تنبیہ کرتے ہیں۔

ایک خرابی یہ ہے کہ باریک کپڑے پہنتی ہیں۔ باریک کپڑے جس سے بدن نظر آوے اس کا پہننا نہ پہننا دونوں برابر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی ایک مرتبہ ان کے پاس آئیں۔ ان کی اوڑھنی باریک تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ اوڑھنی پھاڑ ڈالی اور اپنے پاس سے موٹے کپڑے کی اوڑھنی دی۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو گروہ پیدا ہونے والے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ہے (کیونکہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے) ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا جو بیلوں کی دموں کی طرح لمبے لمبے کوڑے لیے پھریں گے اور لوگوں کو ماریں گے اور دوسرا گروہ ایسی عورتوں کا پیدا ہوگا جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی، غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہوں گی، انکے سر اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔'' دیکھو کیسی سخت وعید ہے کہ ایسی عورتیں جنت کی

خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی جنت میں جانے کا تو ذکر ہی کیا۔ کپڑے پہنے ہوئے ننگا ہونے کی کئی صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ کپڑے باریک ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ تھوڑا سا کپڑا پہن لیں اور جسم کا بہت سا حصہ کھلا رہے جیسے فراک چلا ہے کہ اس کو پہن کر بازاروں میں چلتی ہیں اور سر اور ہاتھ اور بازوں اور منہ اور پنڈلی سب کھلی رہتی ہیں، اللہ بچائے ایسے لباس سے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ کافر عورتوں کی نقل اتارتی ہیں جو لباس عیسائی لیڈیاں پہنتی ہیں وہی خود پہننے لگ جاتی ہیں۔ یاد رکھو دوسری قوموں کا لباس پہننا سخت گناہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی قوم کی طرح اپنا حال بنایا وہ ان ہی میں سے ہے۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ نام اور نمود اور بڑائی جتانے اور اپنی مالداری ظاہر کرنے کے لیے اچھا لباس پہنتی ہیں۔ نام ونمود بُری چیز ہے۔ ارشاد فرمایا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے دنیا میں نام ہونے کے لیے کپڑا پہنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ بلا ضرورت کپڑے بناتی رہتی ہیں۔ درزی نئے ڈیزائن نکالتے رہتے ہیں جہاں کسی عورت کو دیکھا کہ نئی وضع کا کپڑا پہنے ہوئے ہے بس اب شوہر کے ستانے کی باتیں ہیں۔ جسم چھپانے کے لیے اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے شرع کے مطابق لباس پہنو۔ دو تین جوڑے ہوں اسی پر بس کرو بلا ضرورت شوہر کو لوہے کے چنے چبوانا بری بات ہے اور سخت عیب ہے۔ پھر یہ مصیبت بھی ہے کہ اگرچہ کئی جوڑے ہوں صرف ناک اونچی کرنے اور بڑائی جتانے کے لیے اب شوہر کو ستاتی ہیں اور تقاضا کرتی ہیں کہ کپڑے اور بنا دے۔ اگر اس نے خیال نہ کیا تو جو روپیہ اس نے کسی ضرورت کے لیے یا کسی کا قرض دینے کے لیے رکھا تھا چپکے سے نکال کر کپڑا خرید لیا اب شوہر پریشان ہوتا ہے جس کا قرض تھا اس کے سامنے ذلیل ہوتا ہے یا کسی بڑی پریشانی میں پڑ جاتا ہے۔ خبردار! ایسا مت کرو۔

برقعہ سر سے پاؤں تک جسم چھپانے کے لیے بہترین چیز ہے مگر اب ایسا برقعہ بننے لگا ہے جو جاذب نظر اور چمکدار کپڑے کا بنایا جاتا ہے اگر پرانے طرز کا ہو تو اس پر بیل بوٹے بنائے

ہوتے ہیں۔ جاذب کا مطلب یہ ہوا کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے۔ کچھ تو کسی کا خیال ہماری طرف آوے۔ توبہ توبہ برقعہ کیا ہوا نظر کھینچنے والا کپڑا بن گیا اور بہت سی عورتیں اتنا اونچا برقعہ پہنتی ہیں کہ شلوار یا ساڑھی جو پنڈلیوں پر ہوتی ہے سب کو نظر آتی ہے اور پاؤں بھی دکھتے ہیں ایسا برقعہ مت پہنو خوب نیچا برقعہ پہنو۔ اور بہت سی عورتیں برقعہ کے اندر سے دوپٹہ کا کچھ حصہ باہر کو لٹکا دیتی ہیں یا ہاتھ باہر نکال کر چلتی ہیں یہ بھی بری حرکت ہے۔ یہ کیا پردہ ہوا جس سے غیر کی نظر اپنی طرف متوجہ ہوئی؟ ساڑھی اگر پہنو تو اتنی نیچی پہنو کہ پنڈلیاں اور ٹخنے چھپے رہیں اور پوری آستین کا کرتا یا قمیض پہن کر جو اتنا لمبا ہو کہ پیٹ اور کمر نہ کھلے اوپر سے ساڑھی پہن لو اور کمر کا سخت پردہ ہے اپنے سگے بھائی سے بھی ان دونوں کو چھپاؤ۔

زیور

عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا۔

مسئلہ:

بجنے والا زیور پہننا درست نہیں اور چھوٹی لڑکی کو بھی پہنانا درست نہیں جیسے جھانجن وغیرہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں ان کے پاس ایک بچی کو لے کر ایک عورت آئی، اس بچی نے بجنے والا زیور پہن رکھا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس بچی کو میرے پاس ہرگز نہ لانا جب تک کہ اس کا زیور (یعنی بجنے والے حصہ) کاٹ کر الگ نہ کر دو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں بجنے والے گھونگھرو ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

مسئلہ:

چاندی سونے کے علاوہ دوسری چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رولڈ گولڈ کا زیور، مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری چیز کی درست نہیں اور مردوں کو صرف

چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے کسی اور چیز کی جائز نہیں چاہے سونا ہو یا کوئی اور دھات ہو۔

مسئلہ:

جو چیزیں مردوں کو پہننا جائز نہیں، نابالغ لڑکوں کو پہننا بھی جائز نہیں، لڑکوں کو ریشمی کپڑا (مراد وہ کپڑا جو ریشم کے کیڑے سے بنایا جاتا ہے) پہنانا یا کان میں بالی بندیا گلے میں ہنسلی ڈالنا یا چاندی کا تعویذ پہنانا یہ سب ناجائز ہے۔

مسئلہ:

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا یا چاندی سونے کے چمچہ سے کھانا یا اس سے بنے ہوئے خال سے دانت صاف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:

سونے چاندی کی سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا یا ان کی پیالی سے تیل لگانا یا ایسے آئینہ سے منہ دیکھنا جس کا فریم سونے یا چاندی کا ہو، یہ سب ناجائز ہے، مردوں اور عورتوں سب کا ایک ہی حکم ہے۔

تنبیہ:

زیور پہن کر دکھاوا کرنا اور بڑائی جتانا سخت گناہ ہے بہت سی عورتیں زیور پہن کر ترکیبوں سے اپنا زیور ظاہر کرتی ہیں گرمی لگنے کے بہانے سے گلے کا ہار اور کانوں کے بندے اور جھمکیاں دکھاتی ہیں اور کوئی نہ پوچھے تو طرح طرح کی باتیں چھیڑ کر ان کی قیمت اور ڈیزائن کا انوکھا ہونا ظاہر کرتی ہیں اور مالداری کی بڑائی جتاتی ہیں، یہ سخت گناہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ کیا تم چاندی کے زیور سے گزارہ نہیں کر سکتی ہو؟ پھر فرمایا کہ جو عورت تم سے سونے کا زیور پہن کر (بڑائی جتانے کے لیے) دکھاوا کرے گی تو اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

https://islamicurdubooks.net

گیارہویں قسط

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم

دریا کے ایک کنارے پر ظہیر الدین محمد بابر اور دوسرے کنارے پر سلطان احمد مرزا کی فوج کیل کانٹے سے لیس صف بستہ ہو کر آمادہ جنگ دکھائی دیتی تھی۔ بابر کی عقابی نگاہیں اس سارے منظر نامے کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ دریا کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ دور دور تک دلدلی سلسلہ چلا گیا تھا جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ سلطان احمد مرزا کی فوج کے پاس دریا کو عبور کرنے کے لیے پل کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا یہ بات بابر کے لیے باعث اطمینان تھی کیونکہ وہ غنیم کو با آسانی دوسرے کنارے تک پہنچنے سے روک سکتا تھا۔

بابر نے اپنے معتمد امراء کے مشورے سے اپنی فوج کو دریا کے کنارے پل کے دونوں جانب دور دور تک پھیلا دیا تھا کہ دشمن کو دریا عبور کرنے سے بہر طور روکا جا سکے۔ بابر کی نظریں برابر دشمن فوج کی نقل و حرکت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ بابر نے دیکھا کہ سلطان احمد مرزا بڑی مستعدی کے ساتھ گھوم پھر کر اپنی فوج کی صف بندی کا معائنہ کر رہا تھا اور وہ اس بات کا جائزہ بھی لے رہا تھا کہ پل کے علاوہ وہ دریا کس طرح عبور کر سکتا ہے کیونکہ وہ یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ کنارے کی دلدلی زمین کو عبور کرتے ہوئے وہ اپنی فوج کو ہلاکت کی نذر کر دے پل کو عبور کرنے کے علاوہ اس کے پاس دشمن تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا وہ اسی سوچ میں گم گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر محو گشت تھا۔

چونکہ بابر اور سلطان احمد کے درمیان کافی فاصلہ تھا اس لیے بابر؛ سلطان احمد مرزا کی طرف سے اپنی فوج کو دی جانے والی ہدایات تو نہیں سن پا رہا تھا مگر اس کے ہاتھوں کے اشاروں کنایوں سے یہ ضرور معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس کے خلاف کچھ منصوبے بنا رہا تھا۔

http://islamicurdubooks.net

بابر نے حفظ ماتقدم کے طور پر حسن یعقوب کی سرکردگی میں بارہ تیراندازوں کا ایک بہت بڑا دستہ پل کے مقابل تعینات کر دیا اور اسے حکم دیا کہ اگر دشمن پل عبور کرنے کی کوشش کرے تو اسے تیروں کی باڑ پر رکھ لے۔ تیراندازوں کے دستے کے عقب میں ایک اور دستہ تعینات کر دیا گیا جو شمشیر زنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا اس دستے کی کمان ماہر شمشیر زن سلاخ کے سپرد کر دی گئی۔

دریا کے کنارے کنارے پل کے دونوں طرف دور دور تک فوج کو اس طرح پھیلا دیا گیا کہ اس کی اگلی صف میں ماہر تیرانداز اور پچھلی صف میں ماہر شمشیر زن ایستادہ تھے۔ بابر کو یہ یقین تھا کہ اس کی یہ حکمت عملی دشمن کو دریا عبور کرنے سے بخوبی روک سکتی تھی۔ دشمن فوج کے سپاہی بڑے پرجوش دکھائی دے رہے تھے وہ فقط سلطان احمد مرزا کے اشارے کے منتظر تھے ان کا خیال تھا کہ وہ بارہ سالہ نوآموز شہزادے کی فوج کو چشم زدن میں کاٹ کر پھینکیں گے اور پھر دندناتے ہوئے اندر جان تک جا پہنچیں گے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر ہونے والا نہیں تھا۔ اگرچہ سلطان احمد مرزا کے سرداران فوج اپنی فتح پر کامل یقین رکھتے تھے مگر سلطان احمد مرزا کسی گہری سوچ میں مبتلا نظر آ رہا تھا کیونکہ وہ کسی جلد بازی سے کام لے کر اپنی فوج کو موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا تھا۔ وہ بار بار اپنے سرداران کو یہ مشورہ دے رہا تھا کہ وہ عجلت سے کام نہ لیں..... مگر سردار کنارے پر کھڑے کھڑے اپنا وقت ضائع کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان فطری طور پر عجلت پسند ہے اور یہی عجلت پسندی اکثر اوقات اسے ہلاکت سے بھی دوچار کر دیتی ہے۔ یہی فطری عجلت پسندی سلطان احمد مرزا کے پرجوش سپاہیوں کو دریا عبور کرنے پر مجبور کئے دے رہی تھی جبکہ سلطان احمد مرزا کی آنکھوں میں چار سال پہلے پیش آنے والا تباہی کا منظر گھوم رہا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار اپنے سرداروں کو عجلت پسندی سے منع کر رہا تھا مگر ان کے پاؤں تھے کہ زمین پر ٹکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

سلطان احمد مرزا کے سردار بار بار اسے خاقان اعظم کے خطرے سے آگاہ کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ اگر انہوں نے سُستی سے کام لیا تو شمال کی جانب سے خاقان اعظم آخشی اور اندر جان میں

داخل ہو کر فرغانہ پر قابض ہو جائے گا اور پھر ہم اپنے ہاتھ ہی ملتے رہ جائیں گے اس سے پہلے کہ پانی سر سے اونچا ہو جائے ہمیں بہر طور دریا کو عبور کر کے اندر جان کو اپنے دائرہ اختیار میں لے لینا چاہیے۔

سلطان احمد مرزا ایک کمزور دل انسان تھا گذشتہ تباہی کا منظر جونہی اس کی نظروں میں گھومتا تو اس کے دل میں ہول سا اٹھنے لگتا.....اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ایک طرف تو اس کے سامنے خاقان اعظم کا ہوا سا کھڑا تھا جب کہ دوسری طرف اس کا مدمقابل اس کا بھتیجا تھا جو اس کی چہیتی شہزادی عائشہ سے منسوب تھا اور اس پر مستزاد اس کے فوجی سرداروں کا دباؤ اندریں حالات سلطان احمد مرزا کا رہا مختلف حالات کی آماج گاہ بنا ہوا تھا وہ خیالات کی اس گھتی کو جس قدر سلجھانا چاہتا تھا وہ اس قدر اور الجھتی چلی جا رہی تھی۔ وہ اپنے سرداروں سے صرف اس قدر ہی کہہ سکا کہ ''سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ! ایسا نہ ہو کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے اگر بار دگر ایسا ہوا تو پھر زندگی بھر ہم اندر جان کا رخ نہ کر سکیں گے مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہول آ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جان سے جائیں اور ان سے بھی جائیں۔''

ایک سردار نے نہایت مؤدبانہ انداز میں سلطان احمد مرزا سے کہا کہ ''آپ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے، درست فرمایا ہے۔ مگر..... یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ہم سمرقند سے یہاں تک چل کر اس لیے آئے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ وادی فرغانہ پر قبضہ کرنا ہمارا حق ہے اس خوبصورت وادی کو بارہ سالہ لڑکے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا جو کہ ہمارے پھرکوں کی امانت ہے ہم یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمارے آباء و اجداد کے اس ورثے پر مغلستان کا وحشی خاقان قبضہ جما لے۔ اس سے پہلے کہ خاقان کے قدم اس کی طرف بڑھائیں، ہمیں اس کو اپنے احاطہ اقتدار میں سے لینا چاہیے وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا پس وقت کا یہی تقاضا ہے کہ ہمیں کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے اور ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر قدم بڑھاتے ہوئے اندر جان میں داخل ہو جانا چاہیے ورنہ عمر بھر اپنی مصلحت کوشی کا پچھتاوا رہے گا۔''

سردار کی پرجوش تقریر نے سلطان احمد مرزا پر بہت اثر کیا بنا بریں اس نے بالآخر آگے

بڑھنے کی اجازت دے دی سلطان احمد مرزا کے سرداروں نے اجازت ملتے ہی اپنے سپاہیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ ہر سپاہی بڑا پرجوش تھا اور دوسروں پر سبقت لے جانا چاہتا تھا اس لیے دھکم پیل شروع ہوگئی جس کی وجہ سے پل پر رش بڑھ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ناقابل برداشت بوجھ کی بنا پر پل بیٹھ گیا۔ سپاہی گھوڑوں سمیت پانی میں ڈوبتے چلے گئے پل کی اطراف میں پھیلے ہوئے فوجیوں نے بھی ناعاقبت اندیشانہ انداز میں اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے اس بات کی پروا کیے بغیر کہ دریا کی ساحلی زمین دلدلی ہے اور مجنونانہ انداز میں آگے بڑھتے چلے گے کیونکہ وہ جلد از جلد دوسرے کنارے پر پہنچنا چاہتے تھے۔

انہیں اپنی یہ جرات رندانہ بہت مہنگی پڑی۔ وہ اپنے گھوڑوں سمیت دریا کی تہہ میں موجود کیچڑ اور دلدل میں غائب ہوتے چلے گئے اور بالفرض محال جو لوگ دریا کو ایسی جگہ سے عبور کر رہے تھے جہاں اسے اس کی تہ دلدلی اثرات سے قدرے محفوظ تھی تو بدقسمتی سے انہیں دوسرے کنارے پر پہنچنے سے پہلے ہی بابر کے تیراندازوں کی تیراندازی نے آلیا اور اس طرح دریا کا دوسرا کنارہ دیکھنے کی حسرت دل میں لیے ہوئے راہی ملک عدم ہوتے چلے گئے۔ کچھ منچلے جو دوسرے کنارے تک پہنچ بھی گئے تو انہیں بابر کے شمشیر زنوں نے اپنی نوک ہائے شمشیر پر لے لیا۔

دریا کے پانی کا تیز بہاؤ دریا کی تہہ کی دلدلی کیفیت اور دریا پر بنے پل کی شکستگی جنوبی سمر قندیوں کے جنوں کو کم نہ کر سکی۔ بالفرض محال جو لوگ دوسرے کنارے پر پہنچ ہی گئے وہ گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیے گئے سلطان احمد مرزا اپنی فوج کی تباہی کو متوحش نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے ایک مرتبہ پھر منہ کی کھانی پڑ رہی تھی۔ اہل فرغانہ نے ایک مرتبہ پھر اسے غیر یقینی تباہی سے ہمکنار کر دیا تھا۔ سلطان احمد مرزا نے ناموافق صورت حال کے پیش نظر اپنے فوجیوں کو فوراً جنگ بند کر دینے کا حکم دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سمرقندی اپنی بچی کھچی افرادی قوت کے ساتھ جانب سمرقند رواں دواں ہوگئے۔ بابر اپنی غیر متوقع کامیابی پر نہایت ہی شاداں و فرحاں دکھائی دے رہا تھا جب دریا کا دوسرا کنارا سمرقندیوں کے وجود سے پاک ہوگیا تو بابر نے بھی اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ (جاری ہے)

غریبوں سے ہمدردی

(نام نہیں لکھا)

میرا ارادہ ہے کہ آنے والے ہفتے میں پانچ غریبوں کو کھانا کھلاؤں بیوی نے سنا تو غصہ میں کہنے لگی کہ ''اگر اپنے کھانے کے لیے ہے تو ضروری نہیں کہ غریبوں میں بانٹ دیں۔ آپ نے تو ایسے کہہ رہے ہیں ہمیں جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو۔'' خاوند نے کہا کہ گھر کے اندر دو بوری چاول چار بوری آٹا، دو ڈبے گھی اور تیل غرض یہ کہ ضرورت کی تمام اشیاء موجود ہیں اس کے علاوہ زیادہ نہ سہی تھوڑی بہت رقم بھی ہے اگر اس میں سے تھوڑی بہت رقم خرچ کر دی جائے تو حرج ہی کیا ہے؟ ہمارے پاس ضرورت کا سب سامان موجود ہے اس لیے غریبوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔''

خاوند نے کہا ایک شکاری جنگل میں شکار کھیلنے گیا تھوڑی دیر بعد اس نے ایک تیر مار کر ہرن کو زخمی کر دیا۔ ہرن بے چارہ گر پڑا، شکاری نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور فوراً ذبح کر ڈالا پھر وہ اسے کندھے پر ڈال کر گھر کی طرف واپس چل پڑا۔ راستے میں اسے ایک خون خوار جانور ملا شکاری نے اپنی جان بچانے کے لیے ہرن کو نیچے رکھا اور اس جانور کی طرف تیر چلا دیا وہ جانور بری طرح زخمی تو ہوا لیکن بھاگنے کی بجائے اس نے شکاری پر حملہ کر دیا اور شکاری دیکھتے ہی دیکھتے مر گیا تھوڑی دیر بعد وہ جانور بھی تیر کے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے مر گیا۔

تینوں کی لاشیں وہیں پڑی ہوئی تھیں اسی اثنا میں ایک بھیڑیا ادھر آ نکلا جو کئی دن سے بھوکا تھا اس نے تینوں لاشوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوا باری باری انہیں سونگھا پھر دل میں سوچنے لگا کہ اب مجھے کئی روز تک شکار تلاش نہیں کرنا پڑے گا۔

میں انہیں چھپا کے کہیں رکھ دوں گا اور جب بھوک لگے گی تو کھا لوں گا پھر اس نے خون خوار جانور میں پیوست ہو کر دوسری طرف سے نکالا ہوا تیر دیکھا اور سوچنے لگا یہ بھی کسی کا خشک گوشت ہے کیوں نہ اسے پہلے کھا لیا جائے اس نے یہ سوچا اور زور سے تیر پر منہ مارا تو وہ اس کے

منہ میں سیدھا پیوست ہو گیا اور بھیڑیا تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا اگر یہ بھیڑیا ایک ہی شکار پر اکتفاء کر کے زیادہ لالچ نہ کرتا تو شاید اسے اپنی جان سے ہاتھ نہ دھونا پڑتا۔اس لیے میں تمہیں سمجھتا تا ہوں کہ زیادہ مال و دولت جمع کرنا مناسب نہیں ہے ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جو فاقہ کشی پر مجبور ہیں اور کچھ لوگ ساری زندگی جمع کرتے رہتے ہیں جب کہ ایک دن مر کر سب دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے۔

بیوی اس نصیحت کو سن کر بہت شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں اب آپ مجھے کچھ اور سامان لا دیں میں خود اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کروں گی اور آپ غریبوں کو جا کر کھلا آیئے گا۔

anDDr\Final+Complete\Bannat_Aprail_2011\Picture\seratemus
add2.jpg not found.

http://islamicurdubooks.net

انجام بخیر

پطرس بخاری

ایک تنگ و تاریک کمرہ جس میں بجز ایک پرانی سی میز اور ایک لرزہ براندام کرسی کے اور کوئی فرنیچر نہیں۔ زمین پر ایک طرف چٹائی بچھی ہے۔ جس پر بے شمار کتابوں کا انبار لگا ہے اس انبار سے جہاں جہاں کتابوں کی پشتیں نظر آتی ہیں وہاں شیکسپیئر، ٹالسٹائی، ورڈزورتھ وغیرہ مشاہیر ادب کے نام دکھائی دے جاتے ہیں۔

باہر کہیں پاس ہی کتے بھونک رہے ہیں قریب ہی ایک برات اتری ہوئی ہے اس کے بینڈ کی آواز سنائی دے رہی ہے جس کے بجانے والے دق، دمہ، کھانسی اور اسی قسم کے دیگر امراض میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں۔ ڈھول بجانے والے کی صحت البتہ اچھی ہے۔

پطرس نامی ایک نادار معلم میز پر کام کر رہا ہے۔ نوجوان ہے، لیکن چہرے پر گزشتہ تندرسی اور خوش باشی کے آثار کہیں کہیں باقی ہیں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑے ہوئے ہیں چہرے سے ذہانت پسینہ بن کر ٹپک رہی ہے۔

سامنے لٹکی ہوئی ایک جنتری سے معلوم ہوتا ہے کہ مہینے کی آخری تاریخ ہے۔ باہر سے کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے پطرس اٹھ کر دروازہ کھول دیتا ہے۔ تین طالب علم نہایت اعلیٰ لباس زیب تن کئے اندر داخل ہوتے ہیں۔

پطرس: حضرات اندر تشریف لے آئیے آپ دیکھتے ہیں کہ میرے پاس صرف ایک کرسی ہے لیکن جاہ حشمت کا خیال پوچ خیال ہے علم بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا اے میرے فرزندو! اس انبار سے چند ضخیم کتابیں انتخاب کر لو اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر چن کر ان پر بیٹھ جاؤ۔ علم ہی تم لوگوں کا اوڑھنا اور علم ہی تم لوگوں کو بچھونا ہونا چاہیے۔

کمرے میں ایک پراسرار نور سا چھا جاتا ہے فرشتوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ

سنائی دیتی ہے۔

طالب علم، تینوں مل کر: اے خدا کے برگزیدہ بندے اے ہمارے محترم استاد ہم تمہارا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ علم ہی ہم لوگوں کا اوڑھنا اور علم ہی ہم لوگوں کا بچھونا ہونا چاہیے۔

(کتابوں کو جوڑ کر ان پر بیٹھ جاتے ہیں۔)

پطرس: کہو اے ہندوستان کے سپوتو! آج تم کو کون سے علم کی تشنگی میرے دروازے تک کشاں کشاں لے آئی۔

پہلا طالب علم: اے نیک انسان ہم آج تیرے احسانوں کا بدلہ اتارنے آئے ہیں۔

دوسرا طالب علم: اے فرشتے ہم تیری نوازشوں کا ہدیہ پیش کرنے آئے ہیں۔

تیسرا طالب علم: اے ہمارے مہربان ہم تیری محنتوں کا پھل تیرے پاس لائے ہیں۔

پطرس: یہ نہ کہو، خود میری محنت ہی میری محنت کا پھل ہے کالج کے مقررہ اوقات کے علاوہ جو کچھ میں نے تم کو پڑھایا، اس کا معاوضہ مجھے اس وقت وصول ہو گیا جب میں نے تمہاری آنکھوں میں ذکاوت چمکتی دیکھی۔ آہ! تم جانتے ہو کہ تعلیم و تدریس کیسا آسمانی پیشہ ہے تاہم تمہارے الفاظ سے میرے دل میں ایک عجیب مسرت سی بھر گئی ہے مجھ پر اعتماد کرو، بالکل مت گھبراؤ، جو کچھ کہنا ہے تفصیل سے کہو۔

پہلا طالب علم: (سروقد اور دست بستہ کھڑا ہو کر) اے محترم استاد ہم علم کی بے بہا دولت سے محروم تھے درس کے مقررہ اوقات سے ہماری پیاس نہ بجھ سکتی تھی۔ پولیس اور سول سروس کے امتحانات کی کڑی آزمائش میں تو نے ہماری دستگیری کی اور ہمارے تاریک دماغوں میں اجالا ہو گیا۔ مقتدر معلم تو جانتا ہے آج مہینے کی آخری تاریخ ہے ہم تیری خدمتوں کا حقیر سا معاوضہ پیش کرنے آئے ہیں۔ تیرے عالمانہ تبحر اور تیری بزرگانہ شفقت کی قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا تاہم اظہار تشکر کے طور پر جو کم مایہ رقم ہم تیری خدمت میں پیش کریں اسے قبول کر، کہ ہماری احسان مندی اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

http://islamicurdubooks.net

پطرس: تمہارے الفاظ سے ایک عجیب بے قراری میرے جسم پر طاری ہوگئی۔

(پہلے طالب علم کا اشارہ پا کر باقی دو طالب علم بھی کھڑے ہو جاتے ہیں باہر بینڈ یک لخت زور زور سے بجنے لگتا ہے۔)

پہلا طالب علم: (آگے بڑھ کر) اے ہمارے مہربان مجھ حقیر کی نذر قبول کر (بڑے ادب واحترام کے ساتھ اٹھنی پیش کرتا ہے۔)

دوسرا طالب علم: (آگے بڑھ کر) اسے فرشتے میرے ہدیے کو شرف قبولیت بخش (اٹھنی پیش کرتا ہے۔)

تیسرا طالب علم: (آگے بڑھ کر) اے نیک انسان مجھ ناچیز انسان کو مفتخر فرما (اٹھنی پیش کرتا ہے۔)

پطرس: (جذبات سے بے قابو ہو کر رقت انگیز آواز سے) اے میرے فرزند و خداوند کی رحمت تم پر نازل ہو۔ تمہاری سعادتمندی اور فرض شناسی سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ تمہیں اس دنیا میں آرام اور آخرت میں نجات ہو اور خدا تمہارے سینوں کو علم کے نور سے منور رکھے (تینوں اٹھنیاں اٹھا کر میز پر رکھ لیتا ہے)

طالب علم: (تینوں مل کر) اللہ کے برگزیدہ بندے! ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اب اجازت چاہتے ہیں کہ گھر پر ہمارے لیے بے تاب ہوں گے۔

پطرس: خدا تمہارا حامی و ناصر ہو اور تمہاری علم کی پیاس اور بھی بڑھتی رہے۔

(طالب علم چلے جاتے ہیں)

پطرس: (تنہائی میں سر بسجود ہو کر) باری تعالیٰ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے اپنی ناچیز محنت کے ثمر کے لیے بہت دنوں انتظار میں نہ رکھا۔ تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں لیکن ہماری کم مائیگی اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ تیرا ہی فرض و کرم ہے کہ تو میرے وسیلے سے اوروں کو بھی رزق پہنچاتا ہے اور جو ملازم میری خدمت کرتا ہے اس کا بھی کفیل تو نے مجھ ہی کو بنا رکھا ہے تیری رحمت

کی کوئی انتہا نہیں اور تیری بخشش ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنے والی ہے۔

(کمرے میں پھر ایک پراسرار سی روشنی چھا جاتی ہے اور فرشتوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی دیتی ہے کچھ دیر کے بعد پطرس سجدے سے سر اٹھاتا ہے اور ملازم کو آواز دیتا ہے)

پطرس: اے خدا کے دیانتدار اور محنتی بندے! ذرا یہاں تو آئیو۔

ملازم: (باہر سے) اے میرے خوش خصال آقا! میں کھا پکا کر آؤں گا کہ تعجیل شیطان کا کام ہے۔

(ایک طویل وقفہ جس کے دوران میں درختوں کے سائے پہلے سے دگنے لمبے ہو گئے ہیں)

پطرس: آہ انتظار کی گھڑیاں کس قدر شیریں ہیں۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز کس خوش اسلوبی سے بینڈ کی آواز سے ساتھ مل رہی ہے۔

(سر بسجود گر پڑتا ہے)

(پھر اٹھ کر میز کے سامنے بیٹھ جاتا ہے اٹھنیوں پر نظر پڑتی ہے۔ ان کو فوراً ایک کتاب کے نیچے چھپا دیتا ہے۔)

پطرس: آہ مجھے زر و دولت سے نفرت ہے۔ خدایا میرے دل کو دنیا کے لالچ سے پاک رکھیو۔

(ملازم اندر آتا ہے)

پطرس: اے مزدور پیشہ انسان مجھے تجھ پر رحم آتا ہے کہ ضیائے علم کی ایک کرن بھی کبھی تیرے سینے میں داخل نہ ہوئی۔ تاہم خداوند تعالیٰ کے دربار میں تم ہم سب برابر ہیں۔ تو جانتا ہے آج مہینے کی آخری تاریخ ہے تیری تنخواہ کی ادائیگی کا وقت سر پر آ گیا۔ خوش ہو کر آج تجھے اپنی مشقت کا معاوضہ مل جائے گا۔ یہ تین اٹھنیاں قبول کر۔ اور باقی ساڑھے اٹھارہ روپے کے لیے کسی لطیفہ غیبی کا انتظار کر۔ دنیا امید پر قائم ہے اور مایوسی کفر ہے۔

(ملازم اٹھنیاں زور زور سے زمین پر پھینک کر گھر سے باہر نکل جاتا ہے بینڈ زور سے بجنے لگتا ہے۔)

پطرس: خدایا تکبر کے گناہ سے ہم سب کو بچائے رکھ اور ادنیٰ طبقے کے لوگوں کا ساغرور ہم سے دور رکھ۔

(پھر کام میں مشغول ہو جاتا ہے)

باورچی خانے میں کھانا جلنے کی ہلکی ہلکی بو آ رہی ہے.....ایک طویل وقفہ کے دوران میں درختوں کے سائے پہلے سے چوگنے لمبے ہو گئے ہیں۔ بینڈ بدستور بج رہا ہے یک لخت باہر سڑک پر موٹروں کے آ کر رک جانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔

(تھوڑی دیر بعد کوئی شخص دروازے پر دستک دیتا ہے)

پطرس: (کام پر سے سر اٹھا کر) اے شخص تو کون ہے؟

ایک آواز: (باہر سے) حضور! میں غلاموں کا غلام ہوں اور باہر دست بستہ کھڑا ہوں کہ اجازت ہو تو اندر آؤں اور عرض حال کروں۔

پطرس: (دل میں) اس آواز سے نا آشنا ہوں لیکن لہجے سے پایا جاتا ہے کہ بولنے والا کوئی شائستہ شخص ہے۔ خدایا یہ کون ہے؟ (بلند آواز سے) اندر آ جایئے!

دروازہ کھلتا ہے اور ایک شخص لباس فاخرہ پہنے اندر داخل ہوتا ہے چہرے سے وقار ٹپک رہا ہے۔ لیکن نظریں زمین دوز ہیں اور ادب و احترام سے ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔

پطرس: آپ دیکھتے ہیں کہ میرے پاس صرف ایک ہی کرسی ہے لیکن جاہ و حشمت کا خیال بہت پوچ خیال ہے علم بڑی نعمت ہے لہذا اے محترم اجنبی اس انبار میں سے چند ضخیم کتابیں انتخاب کر لو۔ اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر چن کر ان پر بیٹھ جاؤ۔ علم ہی ہم لوگوں کا اوڑھنا اور علم ہی ہم لوگوں کا بچھونا ہونا چاہیے۔

اجنبی: اے برگزیدہ شخص میں تیرے سامنے کھڑے رہنے ہی میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

پطرس: تمہیں کون سے علم کی تشنگی میرے دروازے میرے دروازے تک کشاں کشاں لے آئی؟

اجنبی: اے ذی علم محترم! گو تم میری صورت سے واقف نہیں لیکن میں شعبہ تعلیم کا افسر ہوں

اور شرمندہ ہوں کہ میں آج تک کبھی نیاز حاصل کرنے کے لیے حاضر نہ ہوا۔ میری اس کوتاہی اور غفلت کو اپنے علم وفضل کے صدقے معاف کردو۔

(آبدیدہ ہوجاتا ہے)

پطرس: اے خدا کیا یہ سب وہم ہے کیا میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں؟

اجنبی: مجھے تعجب نہیں کہ تم میرے آنے کو وہم سمجھو۔ کیونکہ آج تک ہم نے تم جیسے نیک اور برگزیدہ انسان سے اس قدر غفلت برتی کہ مجھے خود معلوم ہوتا ہے لیکن مجھے پر یقین کرو۔ میں فی الحقیقت یہاں تمہاری خدمت میں کھڑا ہوں اور تمہاری آنکھیں تمہیں ہرگز دھوکا نہیں دے رہیں۔ اے شریف اور غم زدہ انسان یقین نہ ہو تو میرے چٹکی لے کر میرا امتحان کرلو۔

(پطرس اجنبی کے چٹکی لیتا ہے اجنبی زور سے چیختا ہے)

پطرس: ہاں اب مجھے کچھ کچھ یقین آ گیا۔ لیکن حضور والا! آپ کا یہاں قدم رنجہ فرمانا میرے لیے اس قدر باعث فخر ہے کہ مجھے ڈر ہے کہیں میں دیوانہ نہ ہوجاؤں۔

اجنبی: ایسے الفاظ کہہ کر مجھے کانٹوں میں نہ گھسیٹو اور یقین جانو کہ میں اپنی گزشتہ خطاؤں پر بہت نادم ہوں۔

پطرس: (مبہوت ہوکر) مجھے اب کیا حکم ہے؟

اجنبی: میری اتنی مجال کہاں کہ میں آپ کو حکم دوں البتہ ایک عرض ہے۔ اگر آپ منظور کرلیں تو میں اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان سمجھوں۔

پطرس: آپ فرمایئے میں سن رہا ہوں۔ گو مجھے یقین نہیں کہ عالم بیدار ہے۔

(اجنبی تالی بجاتا ہے چھ خدام چھ بڑے بڑے صندوق اٹھا کر اندر داخل ہوتے ہیں اور زمین پر رکھ کر بڑے ادب سے کورنش بجالا کر چلے جاتے ہیں)

اجنبی: (صندوقوں کے ڈھکنے کھول کر) میں بادشاہ معظم، شاہزادہ ویلز، وائسرائے ہند اور کمانڈر انچیف ان چاروں کے ایما پر یہ تحائف آپ کی خدمت میں آپ کے علم وفضل کی قدردانی

کے طور پر لے کر حاضر ہوا ہوں (بھرائی ہوئی آواز سے) ان کو قبول کیجئے۔ اور مجھے مایوس واپس نہ بھیجئے ورنہ ان سب کا دل ٹوٹ جائے گا۔

پطرس: (صندوقوں کو دیکھ کر) سونا، اشرفیاں، جواہرات، مجھے یقین نہیں آتا! (آیۃ الکرسی پڑھنے لگتا ہے۔

اجنبی: ان کو قبول کیجئے اور مجھے مایوس واپس نہ بھیجئے۔ (آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہیں)

(گانا آج موری اکھیاں پل نہ لاگیں)

پطرس: اے اجنبی تیرے آنسو کیوں گر رہے ہیں اور تو کیوں گا رہا ہے؟ معلوم ہوتا ہے تجھے اپنے جذبات پر قابو نہیں۔ یہ تیری کمزوری کی نشانی ہے خدا تجھے تقویت اور ہمت دے۔ میں خوش ہوں کہ تو اور تیرے آقا علم سے اس قدر محبت رکھتے ہیں۔ بس اب جا کہ ہمارے مطالعے کا وقت ہے کل کالج میں اپنے لیکچروں سے ہمیں چار پانچ سوروحوں کو خواب جہالت سے جگانا ہے۔

اجنبی: (سسکیاں بھرتے ہوئے) مجھے اجازت ہو تو میں حاضر ہو کر آپ کے خیالات سے مستفید ہوں۔

پطرس: خدا تمہارا حامی و ناصر ہو اور تمہارے علم کی پیاس اور بھی بڑھتی رہے۔

(اجنبی رخصت ہو جاتا ہے پطرس صندوقوں کو
کھوئی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہتا ہے اور پھر
یکلخت مسرت کی ایک چیخ مار کر گر پڑتا ہے اور مر
جاتا ہے کمرے میں ایک پراسرار نور چھا جاتا ہے
اور فرشتوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی
دیتی ہے۔ باہر بینڈ بدستور بج رہا ہے)

http://islamicurdubooks.net

گوشۂ ظرافت

آج عدالت میں ''میاں بیوی'' کے جھگڑے کے فیصلے کا دن تھا۔ جج نے فریقین کے وکلاء کی بحث سننے کے بعد میاں سے کہا ''عدالت تمہاری بیوی کا ایک سو روپیہ خرچہ مقرر کرتی ہے۔'' یہ فیصلہ سننے کے بعد ابھی وکلاء اپنے کاغذات سمیٹ ہی رہے تھے کہ "میاں نے گدّی کھجلاتے ہوئے کہا ''اچھا جی اگر آپ اتنے مہربان ہیں تو پھر میں بھی اسے دس پندرہ روپے ماہانہ دے دیا کروں گا۔''

☆☆☆

بیوی: آپ کو میری خوب صورتی اچھی لگتی ہے یا عقل مندی

میاں: تمہاری یہ مذاق کرنے کی عادت اچھی لگتی ہے۔

☆☆☆

عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایک شخص نے ایک دینی مدرسے کے بزرگ (مہتمم صاحب) سے فون پر کہا:

''برائے مہربانی کوئی بندہ بھیج کر چرم قربانی اٹھوا لیجئے۔''

مہتمم: ''تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی بندے بن جائیے اور کھال خود ہی مدرسہ پہنچا دیجئے۔''

☆☆☆

ایک شخص گھبرایا ہوا ڈاکٹر کے پاس پہنچا ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹر صاحب آج صبح سے میرے منہ کا مزہ (ذائقہ) بہت خراب ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی کوئی اچھی سی دوا دے دیجئے۔

ڈاکٹر نے اس سے زبان باہر نکالنے کو کہا اور پوچھا، آپ نے اپنی زبان پر ٹکٹ کیوں چپکا رکھا ہے۔

اس شخص نے کہا: اوہو! اب سمجھ میں آیا، میں خود بھی پریشان تھا کہ ٹکٹ آخر گیا کہاں؟؟

☆☆☆

گھر کی مالکن ملازمہ سے: گھر کی حالت دیکھی ہے تم نے ایسا لگتا ہے جیسے دو مہینے سے صفائی نہیں ہوئی۔

ملازمہ: باجی جی یہ دو مہینے کا الزام آپ مجھے نہ دیں، مجھے تو آپ کے ہاں آئے ہوئے صرف دو ہفتے ہی ہوئے ہیں۔

http://islamicurdubooks.net

wanDDr\Final+Complete\Bannat_Aprail_2011\Picture\adress_p
not found.

http://islamicurdubooks.net

http://islamicurdubooks.net

http://islamicurdubooks.net